Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

اللہ — محمد رسول اللہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

اردو رسالہ

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

ریویو آف ریلیجنز

نمبر ۲ — ۵ فروری ۱۹۳۲ء — ایڈیٹر محمد ظہور الدین اکمل — ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۵۰ھ — جلد ۳۱

فہرست مضامین

اسلام	۴۱–۴۹	صاحبزادہ عبدالوہاب صاحب عمر
مسئلہ ناسخ و منسوخ	۵۰–۷۷	مولانا مرزا محمد صادق صاحب چغتائی مبلغ سماٹرا
عبرت	۷۸–۷۹	عبدالرحیم صاحب شبلی
اپیل	۷۹–۸۰	جناب ناظر صاحب تالیف و تصنیف

چندہ سالانہ
اندرون ہند سے تین روپے

مستحق طلباء اور غیر احمدیوں سے
دو روپیہ آٹھ آنے

چندہ سالانہ
بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گوشوارہ بقایا یا فاضلہ صیغہ جات صدر انجمن احمدیہ قادیان بابت ماہ نومبر ۱۹۳۱ء

نمبر شمار	نام صیغہ جات	رقم بقایا		
۱	بیت المال	۲	۹	۱۸۴۹۰۹
۲	طبع و اشاعت	۹	۹	۱۴۲۰
۳	بورڈران ہائی	۶	۶	۳۸۷
۴	〃 احمدیہ	۹	۱۵	۳۰۵
۵	مقبرہ بہشتی	۰	۱۳	۱۲۹۷۴۹
۶	قرضہ	۰	۰	۱۷۱۵۰
۷	پراویڈنٹ فنڈ	۸	۱۰	۹۸۱۱
۸	ترقی اسلام	۳	۸	۵۵
۹	بُک ڈپو	۶	۱۳	۸
	میزان	۷	۶	۳۴۳۸۲۷

نمبر شمار	نام صیغہ جات	رقم فاضلہ		
۱	بقایا و پیشگی	۶	۰	۲۸۳۷۵
۲	جائداد	۹	۷	۵۰۵۴
۳	ایجنسی	۰	۰	۴۸۵۰
۴	تعمیر	۹	۱۵	۳۱۰۶
۵	ناظر اعلیٰ	۶	۵	۱۲۶۰۸
۶	قضاء	۰	۵	۱۴۴
۷	افتاء	۰	۰	۱۸
۸	پرائیویٹ سکرٹری	۳	۱۰	۱۰۶۶۹
۹	محاسب	۳	۱۲	۱۰۸۴۵
۱۰	ہسپتال	۰	۸	۳۳۳۰
۱۱	دعوۃ و تبلیغ	۹	۱	۹۶۰۴۵
۱۲	تعلیم الاسلام ہائی سکول	۶	۶	۲۱۸۹۰
۱۳	صدقات	۶	۸	۱۲۹۲۶
۱۴	گرلز سکول	۶	۸	۶۸۸۶
۱۵	مدرسہ احمدیہ	۹	۱۰	۲۰۶۰۱
۱۶	جامعہ احمدیہ	۹	۳	۱۳۳۸۴
۱۷	منارہ	۰	۰	۷۰
۱۸	احمدیہ ہوسٹل	۶	۱	۴۲۶۰
۱۹	امور عامہ	۹	۱	۱۱۵۰۱
۲۰	ضیافت	۱۰	۲	۳۲۱۲۶
۲۱	تعلیم و تربیت	۹	۳	۹۵۶۶
۲۲	تالیف و تصنیف	۳	۲	۱۲۷۸۷
۲۳	امور خارجہ	۶	۴	۶۵۵۳
۲۴	خلافت	۰	۹	۱۴۱۱۱
۲۵	تجارت	۳	۴	۲۱۱۴
	میزان	۷	۶	۳۴۳۸۲۷

محمد اشرف
محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

اخبار سلطنت دہلی
ہفتہ وار اخبار دہلی سے
[illegible] ہر پرچہ میں پندرہ بیس بلاک فوٹو ہوتے ہیں ایک
علاوہ ناظرین کی دلچسپی کا کافی میٹریل ہوتا ہے قیمت صرف تین روپیہ
سالانہ ہے۔ نمونہ منگوا کر دیکھیے

سلسلہ اخبارات کی تبلیغ اشاعت میں حصہ لینا
ہر احمدی کا فرض ہے۔ ریویو اردو کی خریداری
ہر احمدی کا فرض ہے۔ [illegible] مسلم [illegible]
کوئی خواندہ [illegible] خالی نہ رہیگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فروری ۱۹۳۲ء ریویو آف ریلیجنز نمبر ۲ جلد ۳۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسلام

اسلام دین امن ہے

اسلام دنیا میں امن، صلح اور سلامتی کا پیغام لے کر آیا۔ اسلام کی سادہ صداقت فلسفہ کی گہرائیوں میں پنہاں نہیں۔ ہر شخص جو ذرہ بھر بھی انصاف کا مادہ رکھتا ہے اور تعصب نے اس کا دماغ ماؤف نہیں کیا اس کے حسن کا مشاہدہ کر سکتا ہے ؞

توحید اسلام کا اصل اصول

اسلام کا سب سے بڑا اصول توحید ہے۔ یعنی تمام مخلوقات کے خالق و مالک کو ایک ماننا۔ اسلام اس بات کا دعوٰی نہیں کرتا کہ وہ کوئی نئی بات دنیا میں لایا بلکہ یہ وہی تعلیم ہے جو تمام انبیاء ابتداء سے دیتے آئے جو انسان کی فطرت کے عین مطابق ہے۔ توحید اسلام کی اصل بنیاد ہے۔ اسلام اس تعلیم پر تمام مذاہب سے زیادہ زور دیتا ہے ؞

فلسفۂ نماز

عبادات اسلامی میں نماز کیسی عمدہ عبادت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم پانچ وقت نہایت انکسار اور عاجزی کے ساتھ اپنے خالق و مالک کے سامنے جھکیں اور اپنی غلطیوں کا اقرار کر کے انکی معافی چاہیں اور آیندہ ان سے بچنے کا اقرار کریں۔ اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگیں کہ وہ ہمیں اپنے فرائض کے ادا کرنے کی توفیق دے ؞

اسلام عالمگیر مذہب ہے

اسلام کی سب سے بڑی خصوصیت اور خوبی اس کا عالمگیر ہونا ہے۔ یہ دعوت اور تبلیغ کا مذہب ہے۔ یہ ہر کالے گورے خواہ سامی ہو یا آریہ تورانی ہو یا نیگرو سب کو اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دیتا ہے۔ اسلام شمشیر سے نہیں پھیلا بلکہ جبر اس مذہب میں بالکل منع ہے صرف حملہ آور کے خلاف جہاد جائز ہے ؞

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام اور مساوات انسانی

اسلامی سلطنت میں غیر مذاہب کے لوگ رہ سکتے ہیں جنہیں ذمّی کہتے ہیں انہیں اپنے عقائد اور تہذیب و تمدن کے ساتھ تمام شہری حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ اسلام کا یہ اصل ہے کہ تمام بنی نوع انسان خواہ وہ کسی مذہب اور عقیدہ کے ہوں سب کے سب اشرف المخلوقات ہیں اور اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ اپنی طاقتوں کو جو خدا نے انہیں ودیعت کی ہیں کام میں لائیں۔ اسلام میں کوئی اعلیٰ اور ادنیٰ ذات نہیں۔ اسلام کی تعلیم کسی انسان کو اچھوت قرار نہیں دیتی۔ اسلام نہ صرف اپنی تعلیم کے لحاظ سے بلکہ اپنے عمل سے اخوت انسانی کی تعلیم دیتا ہے .... اور تمام انسانوں کو برابر قرار دیکر صحیح جمہوریت کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام کا سب سے پہلا قانون یہ ہے کہ ہر شخص جو کماتا ہے وہ اس کا اپنا حق ہے۔ اگر کوئی اپنی ناقابلیت کی وجہ سے تھوڑا کماتا ہے تو حکومت کا یہ حق نہیں کہ دوسرے سے چھین کر اُسے دے۔ اسلام میں کوئی بالشوی ازم نہیں۔ اسلام چاہتا ہے کہ سب لوگ اپنی استعداد کے مطابق کمائیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق مزدور سرمایہ دار میں کبھی جھگڑا نہیں ہو سکتا۔ دونو آزاد ہیں کہ اپنی طاقت اور استعداد کے مطابق ترقی کریں۔ یہ اسلامی معاشرت کے بنیادی اصول ہیں اور تاریخ اور تجربہ نے ان کی صحت اور اصابت کو تسلیم کیا ہے ٭

سود کے متعلق اسلامی تعلیم

حضرت خلیفۃ المسیح اول کا ایک واقعہ

اسلام میں سود لینا اور سود دینا دونو حرام ہیں۔ حتّٰی کہ اس میں کسی قسم کا تعاون بھی جائز نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ ایک دفعہ بھیرہ میں صحیح بخاری کا درس دے رہے تھے۔ ایک حدیث میں لکھا ہوا تھا کہ سود کا معاہدہ لکھنے والے اور اس پر شہادت دینے والے سب پر لعنت ہے۔ بھیرہ کا ایک ہندو ساہوکار وہاں سے گذر رہا تھا جس کا تمام کاروبار ہی سود پر چلتا تھا۔ سود کا ذکر سُنکر کھڑا ہو گیا۔ اور حضرت خلیفہ اوّلؓ سے دریافت کیا کہ کیا سود دینا بھی ناجائز ہے۔ حضورؓ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس نے کہا اگر آپکی لڑکی کی شادی ہو اور آپکے پاس روپیہ نہ ہو تو آپ کیا کریں؟ حضورؓ نے فرمایا کہ میں سادگی سے مسجد میں نکاح پڑھ دونگا۔ جہیز دینا فرض نہیں یہ توفیق پر موقوف ہے اگر توفیق نہ ہو تو کوئی ضروری نہیں۔ اسلامی شادی پر تو ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوتا۔ یہ جواب سُنکر وہ ہندو بولا اگر آپکے ہاں کوئی مرجائے تو پھر آپ کیا کریں؟ آپؓ نے فرمایا اسے نہلا دھلا کر دفن کر دونگا اگر کفن کے لئے پیسے نہ ہونگے تو انہیں کپڑوں میں دفن کر دونگا جن میں وہ فوت ہُوا۔ اُس نے کہا اچھا موت تو یوں گذر گئی اگر آپکے پاس کھانے کو کچھ نہ ہو پھر آپ کیا کرینگے؟ حضورؓ نے جواب دیا جنگل سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لکڑیاں کاٹ کر سر پر اُٹھا کر بازار لاؤنگا اور بیچکر بیوی بچّوں کا پیٹ پالونگا مگر سُود پر روپیہ کبھی نہ لونگا۔ یہ گفتگو سُنکر وہ ہندو ساہوکار بے حد متأثر ہوا کہنے لگا مولوی صاحب اگر آپ کو کبھی روپے کی ضرورت پڑے تو مجھ سے لیا کریں میں آپ سے کبھی سُود نہ لونگا۔ لیکن حضرت خلیفہ اوّل رضؓ نے اُس سے کبھی روپیہ قرض نہ لیا۔ لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعھا دیکھو اسلام کیسا عالمگیر مذہب ہے ؎

اسلام اور مسئلہ تقدیر

اسلام کہتا ہے اگر تم نیک کام کروگے تو اچھے پھل پاؤ گے۔ اگر بُرے کام کروگے تو بُرے۔ تقدیر کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جائیں۔ ہماری کسقدر بدقسمتی ہے کہ یہی مسئلہ تقدیر اگر ہم اسے صحیح طریق پر سمجھ لیتے تو یہ ہماری ترقیوں کا زینہ بن جاتا اور ہمیں قانون قدرت کے نہ ٹلنے والے قوانین اور نتائج سے واقفیت حاصل کرنے میں محرّک ہوتا۔ اور ہم میں زندگی کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کی ہمت اور جرأت پیدا کرتا۔ آج یہ ہی عقیدہ ہماری سُستیوں اور غفلتوں کا باعث بن رہا ہے ؎

اسلام اور طبعی جذبات

خداوند کریم کسی انسان پر اُس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ وہ کہتا ہے کہ طبعی اور قدرتی شہوات اور خواہشات کو بالکل روک نہیں دینا چاہیئے بلکہ اُنہیں صحیح راستہ اور صحیح طریق پر چلانا چاہیئے۔ اور ایسی خواہشات جو طبعی نہ ہوں بالکل روک دینا چاہیئے۔ یہی انکا اصل علاج ہے۔ بہت سے نئے تعلیم یافتہ حضرات اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ اُس نے تعدد ازدواج کی اجازت دیکر انسانی جذبات کو اُکسایا ہے۔ مگر وہ معترض یہ غور نہیں کرتا اگر اسلام کا مقصد اس تعلیم سے شہوانی جذبات کو اُبھارنا اور انگیخت کرنا ہی ہوتا تو وہ پردہ کی تعلیم نہ دیتا۔ سب سے زیادہ شہوانی انگیخت تو مرد اور عورت کے آپس میں ملنے سے ہوتی ہے جس کا نتیجہ وہ بدکاریاں ہیں جو متمدّن دنیا کے لئے باعث عار ہیں پھر وہ شراب کو حرام نہ قرار دیتا۔ نئے تعلیم یافتہ حضرات اس زمانہ کی لعنتوں تھیٹروں اور ناچ گھروں کی طرف غور کر کے اپنے گریبان میں مُنہ نہیں ڈالتے اور اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ مسز سروجنی نیڈو نے ایک دفعہ اسلامیہ کالج لاہور میں تقریر کی اور کہا کہ یوُرپ میں چونکہ عورتوں کی کثرت ہے وہاں ایک مرد کتنی کتنی عورتوں کو خراب کرتا ہے مگر وہی لوگ اسلام کے تعدد ازدواج کے عقیدہ پر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ اسلام نے تعدد ازدواج کی جو شرائط مقرر کی ہیں وہ ایسی سخت ہیں کہ ان کی موجودگی میں نکاح ثانی ایک اچھا خاصا مجاہدہ ہے ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام اور انتقام

انتقام لینے کا جذبہ ایک قدرتی امر ہے کیا مسیح کی اس تعلیم پر کبھی عمل ہو سکتا ہے "کہ اگر کوئی تیری ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسری بھی اسکے آگے رکھدے"۔ اسلام نے کیسی پاک تعلیم دی ہے "کہ ظالم سے قصاص لو اگر کسی موقعہ پر عفو مفید ہو تو عفو سے کام لو"۔

اسلام دینی و دنیوی ترقیات کے متعلق کیا تعلیم دیتا ہے

اسلام بفضلہ ایک کامل مذہب ہے وہ اپنے قیام کے لئے اپنے پیروؤں کا محتاج نہیں۔ وہ کوئی بات بے دلیل نہیں کہتا۔ توہمات انسانی پر اس کی بنیاد نہیں وہ کامل اور اکمل قانون ہے وہ انسان کی تمام ضروریات کا کفیل ہے وہ نسل انسانی کو سفلی حالت سے نکال کر اعلیٰ ترین مدارج پر پہنچا دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے قوانین کبھی نہیں ٹلتے۔ اگر ہم کچھ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں تو اُن قوانین پر چلکر نہ کہ انکا انکار کر کے۔ ہماری غفلتوں سے ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ پس ہمیں انکا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ جہاں اُس نے ہمارا یہ فرض قرار دیا ہے کہ ہم اپنی روح اپنی معاشرت اور تمدن کی اصلاح کے لئے روحانی امور میں فکر کریں ساتھ اس نے ہمیں یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہم قوانین قدرت پر بھی غور کریں اور اس کائنات کا بھی مطالعہ کریں کیونکہ قوانین الٰہیہ کی اطاعت انکے علم کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ کائنات کے ذرہ ذرہ کا اثر ہم پر پڑ رہا ہے اور ہماری روح اور جسم ہر دم اُن سے متأثر ہو رہے ہیں۔ پس جہاں ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم علوم دین سیکھیں۔ وہاں ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ علوم جدیدہ سے بے خبر نہ ہوں۔ چاند، سورج، ستارے، آسمان اور زمین کی ساخت پر غور کریں۔ ان کی ماہیات اور خواص دریافت کریں۔ کیونکہ پورے علم اور واقفیت کے بعد ہی ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ ربّنا ما خلقت ھذا باطلا۔ آج بھی دنیا میں ایسی قومیں ہیں جو چاند اور سورج کی پرستش کرتی ہیں بادل ہوا اور پانی کو اپنا معبود سمجھتی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے مذاہب نے انہیں ان پر غور فکر کرنے کی تعلیم نہ دی تھی۔ اس لئے جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے وہ ان چیزوں کو اپنا خادم سمجھنے کی بجائے انہیں اپنا محبوب اور مطلوب سمجھنے لگیں کیا وید اور بائیبل نے کہیں یہ تعلیم دی ہے کہ ان چیزوں پر غور کرو۔ اگر وید میں یہ تعلیم ہوتی تو آج لاکھوں اور کروڑوں ہندو گنگا اور جمنا کی پرستش نہ کرتے۔ اسلام کہتا ہے سخّر لکم ما فی السّمٰوات وما فی الارض کہ جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے سب کے سب انسان کی خدمت کے لئے ہیں۔ یورپ نے اس اصل کو سمجھ لیا اور علوم جدیدہ میں حیرت انگیز ترقی کی۔ یورپ نے جب ان علوم کی طرف توجہ کی تو چرچ کی طرف سے ایسے لوگوں پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا اور کہا گیا کہ ایسا کرنا مذہب کے خلاف ہے اور جن لوگوں نے اس طرف توجہ کی انہیں ملحد اور زندیق کا خطاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیا گیا۔ مگر مسلمانوں کی حالت پر افسوس ہے کہ ان کو ان کے مذہب نے یہ تعلیم دی تھی اور کہا تھا الذین یذکرون اللّٰہ قیاماً و قعوداً و علیٰ جنوبھم و یتفکرون فی خلق السمٰوات والارض ربنا ما خلقت ھٰذا باطلا۔ وہ جو ہر دم اُٹھتے بیٹھتے اپنے مولیٰ کو یاد کرتے ہیں اور اس کی مخلوقات زمین، آسمان، سورج، چاند اور ستاروں پر غور اور فکر کرتے ہیں اور ان سے نتائج نکالتے ہیں پھر اچھی طرح واقفیت حاصل کر لینے کے بعد بے اختیار اُن کے مُنہ سے نکلتا ہے کہ اے ہمارے مولیٰ تُو نے کوئی چیز بیکار پیدا نہیں کی ؛

ترقی کے اصول

مسلمانوں کی موجودہ تباہی اِسلام کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ اسلام نے تو کہا تھا کہ سیروا فی الارض کہ دنیا کے اس سرے سے اُس سرے تک چلے جاؤ اور قوموں کی حالت پر غور کرو۔ اور دیکھو کہ وہ کن قوانین پر عمل کر رہی ہیں۔ کیا اسلام نے وہی اصول اپنی پاک کتاب میں نہ سکھائے تھے۔ جو قومیں ان اصولوں پر چلتی ہیں وہ دنیا میں عزت کی زندگی بسر کر رہی ہیں اور جنہوں نے اُن پر عمل چھوڑ دیا وہ ذلیل اور رُسوا ہیں۔ خود مسلمانوں کی حالت دیکھ لو جو کبھی اسلام پر عمل کر کے دنیا کے تاجدار تھے۔ آج انہیں اصولوں کو بھلا کر سب قوموں سے زیادہ ذلیل اور رُسوا ہو رہے ہیں۔ سب سے زیادہ مسلمانوں کا حق تھا کہ وہ ان قوانین پر چلتے۔ آج مسلمان کی تباہی اور بربادی کو دیکھ کر یہ یقین نہیں آتا کہ یہی وہ مسلمان ہیں جنہوں نے دنیا کو تہذیب اور تمدن سکھایا تھا۔

تعلیم توحید

اسلام سکھاتا ہے کہ صرف خدائے بزرگ و برتر کے آگے جُھکو صرف اسی پر بھروسہ کرو۔ خدا کے سوا کسی کے آگے سر نہ جُھکاؤ۔ سب نفع اور ضرر اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ سوائے خدا کے وہ کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی اجازت نہیں دیتا۔ وہ کہتا ہے کہ سوائے میرے اور کسی سے نہ ڈرو۔ وہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہی سر جو خدا تعالیٰ کی دہلیز کے آگے جُھکتا ہے ماسوا اللہ کے آگے بھی جُھکے۔ مسلمان فطرتاً خوددار ہوتا ہے وہ دنیاوی بادشاہوں کی عظمت اور ہیبت سے نہیں ڈرتا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خیر الامم بنایا۔ پس ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے درجہ کو محسوس کرے۔ یہ تعلیم ربانی اور ارشاد قرآنی کو بھولنے کا نتیجہ ہے کہ تم اسقدر ذلیل و رسوا ہو۔ مسلمانو! تمہارے لئے ایک ہی راستہ ہے جس سے تم اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو واپس لا سکتے ہو یعنی اسلام کی تعلیم پر عمل کرو۔ ایک ہی ذریعہ ہے جو تمہیں ہلاکتوں سے بچا سکتا ہے ایک ہی راستہ ہے جو منزل مقصود تک پُہنچا سکتا ہے۔ اگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمان اسلام کی تعلیم سخر لکم ما فی السّمٰوات وما فی الارض پر عمل کرتے تو علم نجوم کی طرف توجہ کرتے علم طبقات الارض کو سیکھتے فن زراعت میں ترقی کرتے کلوں اور مشینوں کی واقفیت حاصل کرتے۔ علوم جدیدہ اور سائنس میں ترقی کرتے۔ دیکھو یورپ نے اس طرف توجہ کی اور اسلام کی اس تعلیم پر عمل کر کے اس کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ مسلمانوں کو اسلام پر بڑا ناز تھا مگر افسوس کہ انہوں نے اس پر عمل نہ کیا۔ اسلام تو چاہتا تھا کہ تمہاری فطرتوں اور استعدادوں کو ترقی دیتا مگر تم نے خود ہی لاپرواہی کی۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اس حقیقت کو سمجھا اور دنیا میں سرفرازی حاصل کی ؞

مسلمانوں کی ترقیات و تحقیقات

اِسلام تو چاہتا تھا کہ علوم کو زندہ کرے۔ سب سے پہلے کاغذ مسلمانوں نے ہی ایجاد کیا تھا چنانچہ سب سے پرانا مسودہ جو کاغذ پر محفوظ ہے ۲۶۶ھ میں لکھا گیا جو اسوقت لیڈن کی یونیورسٹی میں موجود ہے مسلمانوں کی طفیل ہی سے معرض وجود میں آیا۔ فلسفہ کی مسلمانوں نے قابل قدر خدمت کی۔ عربوں کی تاریخی کتب جسقدر مفصل اور صحیح ہیں ان کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ ان کی ڈکشنریاں، انسائکلو پیڈیا۔ تزک سوانح عمریاں اور گرامر کی کتابیں بے نظیر اور عدیم المثال ہیں۔ کیمسٹری حساب اور اسٹرانومی میں ان کی تحقیقاتیں آج بھی درست تسلیم کی جاتی ہیں۔ مسلمانوں نے فارسی اور دیگر زبانوں کی جو خدمت سرانجام دی وہ آج بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ مسلمان بادشاہوں نے علمی کتب کی تلاش میں دنیا کا کونہ کونہ چھان مارا اور فلاسفروں، سائنسدانوں اور صناعوں پر انعامات کی بارش کر دی۔ جب مسلمان حکومتیں عروج پر تھیں اور اسلامی تہذیب وتمدّن کا دور دورہ تھا اسوقت متعدّد یونیورسٹیاں سکول اور لائبریریاں کھلی ہوئی تھیں جن سے ایشیا، یورپ اور افریقہ میں علم کا چرچا گھر گھر ہو گیا۔ مسلمانوں نے علوم کی اسقدر خدمت کی کہ بعض بڑے کتب خانوں کی کتب کی فہرست ہی کئی جلدوں میں ختم ہوئی ہے۔ اِسلامی قانون میں کوئی کاپی رائٹ اور کوئی ٹریڈ مارک نہ تھا۔ اسوقت کسی چیز کو پیٹینٹ کروانے کی اجازت نہ تھی۔ مذہبی اور علمی مباحثات پر کوئی پابندی نہ تھی۔ مسلمانوں نے آرٹ میں اس قدر ترقی کی کہ آج بھی کوئی آرٹ اُن سے فوقیت حاصل نہیں کر سکا۔ مسلمانوں کی عمارتیں اس کا زندہ ثبوت ہیں ؞

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانوں نے علوم دوسری قوموں سے سیکھے اور ان کا اقرار کیا

مسلمانوں کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے جو علوم دوسری قوموں سے سیکھے انہوں نے اس کا اقرار کیا۔ حساب انہوں نے ہندوؤں سے سیکھا تو اس کا نام علم ہندسہ رکھا۔ دنیا کے تمام بڑے بڑے فلاسفروں اور سائنسدانوں کے نام انہوں نے زندہ کر دیئے آج مسلمانوں کا بچّہ بچّہ ارسطو، سقراط اور بقراط کے نام سے واقف ہے۔ مسلمانوں کی اس خوبی کی وجہ سے آج مسلمانوں پر یہ الزام لگایا جا رہا ہے کہ انہوں نے کوئی نئی چیز ایجاد نہیں کی۔ حالانکہ علوم کی اشاعت مسلمانوں نے دنیا میں کی۔ اگر اسلام دنیا میں نہ آتا تو دنیا جمہوریّت کے نام سے بھی آشنا نہ ہوتی اور بدستور شخصی استبداد اور سرمایہ داری میں پھنسی رہتی۔ اِسلام کا ہی حکم ہے وامرھم شوریٰ بینھم یعنی آپس کے مشورہ سے حکومت کے معاملات طے کیا کرو۔ اسلامی حکومت کی بنیاد ہی تمام تر جمہوریت پر ہے۔ اسلام میں امیر انتخاب سے ہونا چاہیئے۔ اور مطلق العنانی اسلام میں قطعاً جائز نہیں صحیح سیاست صرف اسلام نے ہی سکھائی اور دنیا کو انصاف اور رواداری کا سبق دیا۔ اور اپنے پیروؤں کو یہ تعلیم دی کہ ضعیفوں اور کمزوروں کو اُٹھائیں۔ ہندوستان کو وحدانیت کا سبق اسلام نے دیا۔ آج ہندوؤں میں لاکھوں انسان اس کو مانتے ہیں۔ کبیر اور گورو نانکؒ نے اسلامی تعلیمات ہندوستان میں پھیلائیں +

اخوّت انسانی

اِسلام نے اخوّت اور محبّت کا سبق دیا۔ اور کہا کہ سب انسان خدا کے پیدا کردہ ہیں۔ سب نے اس کے نور سے کچھ نہ کچھ حصّہ لیا ہے۔ افسوس کہ مسلمانوں نے اسلام کا یہ پیغام ہندوستان کو کما حقّہٗ نہیں پہنچایا۔ اس ملک میں کروڑوں اچھوت ہیں۔ ممکن ہے کہ ان کا وجود ہندو قوم کے لئے باعث عار نہ ہو۔ مگر مسلمانوں کے ماتھے پر یہ یقیناً ایک بدنما داغ ہیں۔ ہندو قوم تو اپنے مذہب کا بہانہ پیش کر سکتی ہے کہ ان کے مذہب میں اچھوتوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی اجازت نہیں مگر کیا تم بھی یہ عذر پیش کر سکتے ہو؟ تم خوب جانتے ہو کہ کوئی انسان اچھوت نہیں۔ کیا تم نے یہ پیغام آسمانی ہندوستان کے کروڑوں بدنصیب باشندوں تک پہنچایا؟ کیا تمھارے سامنے لاکھوں بدنصیب اچھوت اس خیال کے ساتھ نہیں مرے کہ وہ دنیا میں ذلیل ہیں، اور دوسرے انسانوں کے برابر نہیں ؟ تمھیں اس سستی کی جوابدہی خدا کے سامنے کرنی ہوگی۔

اسلام یہ نہیں سکھاتا کہ تم خود عسرت کی زندگی بسر کرو بلکہ وہ کہتا ہے کہ اگر دنیا میں ایک بھی فرد ایسا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو تم معزز نہیں ہو سکتے۔ وہ کہتا ہے کہ گرے ہوئے کو اُٹھاؤ۔ بیمار کی تیمارداری کرو۔ کھوئے ہوئے کو تلاش کرو اور غلام کو غلامی سے آزاد کرو ✣

مسلمان اور اطاعت الٰہی

مذہب کا مقصد یہ ہے۔ ہمارے تمام اعمال، افعال اور خیالات خدا تعالیٰ کی مرضی کے ماتحت ہو جائیں۔ سچا مذہب وہی ہے جو اطاعت اور فرمانبرداری کی یہ رُوح اپنے متبعین میں پیدا کر سکے۔ کہ وہ اپنے تمام جذبات اور احساسات کو خدا کی خاطر کامل طور پر قربان کر سکیں۔ وہ اپنے تمام کاموں کو اسکے سپرد کر دیں اور صرف اس کی خوشی میں اپنی خوشی سمجھیں ✣

فطرتوں میں تفاوت

اگر ہم فطرت انسانی کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انسان کسی کی اطاعت دو وجہ سے کرتا ہے محبّت سے یا ڈر سے۔ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو محبّت کی خاطر اپنی جانیں تک قربان کر دینگے اور بعض ایسے ہیں جو محض ڈر کی خاطر دوسرے کی خدمت کرینگے بعض ایسے ہیں جو سختی سے متنفّر ہیں اور بہت سے کاموں کو محض اس لئے نہ کرینگے کہ ان کے کرنے کیلئے انپر دباؤ ڈالا گیا۔ دوسری طرف بعض ایسے ہیں جو محبّت سے تباہ ہو گئے۔ ہاں سختی سے جسقدر کام چاہو اُن سے کروالو۔ ہم دیکھتے ہیں ماں باپ اولاد سے سختی بھی کرتے ہیں محبّت بھی۔ اگر کوئی بات وہ محبّت سے نہیں مانتے تو سختی بھی کرتے ہیں۔ مذہب کا بھی یہی حال ہے۔ جو مذہب صرف محبّت کی تعلیم دیتا ہے اور ہر حال میں نرمی اور عفو کا درس دیتا ہے عالمگیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ طبائع میں اختلاف ہے بعض ایسے ہیں جو محبّت اور نرمی سے کبھی کوئی بات نہیں مانتے۔ نہ ہی وہ مذہب دنیا کی اصلاح کر سکتا ہے جو صرف سختی کی تعلیم دیتا ہے۔ کیونکہ بعض لوگ ایسے ہیں جو سختی کرنے سے اور بھی بگڑ جاتے ہیں۔ اس لئے وہی مذہب سچا اور عالمگیر ہو سکتا ہے جو دونو طرح کی تعلیم دیتا ہے۔ ایک عیسائی کہتا ہے "خدا محبّت ہے" اس میں کوئی شک نہیں کہ کانوں کو یہ فقرہ بھلا معلوم دیتا ہے۔ مگر کیا یہ ان لوگوں کو کچھ نفع دے سکتا ہے جو صرف سختی سے کام کرنے کے عادی ہیں۔ جب یہ لوگ سُنتے ہیں کہ خدا محبّت ہے اور مسیح ہمارے گناہوں کا کفّارہ ہو گیا تو وہ اور بھی گستاخ ہو جاتے ہیں۔ اور اپنی سرکشی میں اور بھی ترقی کر جاتے ہیں۔ اور کبھی اپنی اصلاح کی کوشش نہیں کرتے ✣

آریوں کا عقیدہ ہے کہ خدا گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ اگر انسان سے ایک دفعہ غلطی سے بھی گناہ سرزد ہو جائے تو اُسے ہزاروں جونوں میں جانا پڑتا ہے تو گنہگار یہ خیال کرتے ہیں کہ جب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک گناہ کے بدلہ انہیں اسقدر سزا ملے گی تو پھر وہ کیوں نہ اس دنیا میں عیش کر لیں ۔

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو دونو پہلوؤں کو مدّ نظر رکھتا ہے۔ اور یہ ہی اس کے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت ہے۔ قرآن کریم کی ابتداہی اس آیت سے ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہ تمام تعریف ۔۔۔۔۔۔ اللہ ہی کے لئے ہے وہ نقصوں اور عیبوں سے پاک ہے ربّ العالمین کہکر بتایا کہ وہ تمام انسانوں، جانوروں اور پتھروں کا رب ہے۔ امیر کا بھی وہی رب ہے فقیر کا بھی۔ جب انسان سوچتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کی تمام جسمانی ضروریات پوری کی ہیں تو وہ خیال کرتا ہے کہ اسکی روح کی نجات کے لئے بھی ضرور اس نے کوئی سامان کیا ہوگا۔ تو رحمٰن کہکر اس کے اس سوال کا بھی جواب دیدیا۔ رحمٰن نے انسان کی رہنمائی کے لئے قرآن کو اُتارا۔ رحیم کہکر یہ بتایا کہ تمہارے نیک اعمال کبھی ضائع نہ ہونگے۔ پھر بتایا کہ جو لوگ اس کا انکار کرینگے تو وہ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ بھی ہے۔ اگر تم محبت سے نہ مانوگے تو وہ سزا بھی دے سکتا ہے۔ اسلام کی یہ تعلیم تمام مذاہب کی تعلیموں سے افضل ہے ۔

[illegible] میں اسلام کی تعلیم

مایُوسی کو اِسلام سخت ناپسند کرتا ہے۔ قرآن کریم میں اس سے بچنے کی سخت تاکید آئی ہے:۔ لَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ ہماری بیماری خواہ کیسی خطرناک ہو۔ ہمیں خواہ کیسی مشکلات کا سامنا ہو مگر ہمیں امید نہ چھوڑنی چاہیئے۔ کیونکہ ناامیدی سے نہ صرف ہم اس دنیا میں ہی نقصان اُٹھائینگے بلکہ اپنے مولیٰ کو بھی ناراض کرینگے۔ جب کوئی انسان مایوس ہوجاتا ہے تو وہ کوشش چھوڑ بیٹھتا ہے۔ مایُوسی انسان کو بالکل ناکارہ بنا دیتی ہے مایوسی کی وجہ سے بہت سے لوگ خودکشی کر بیٹھتے ہیں۔ تجربہ بتاتا ہے کہ اُمید اور کوشش سے بہت سے کام ہوجاتے ہیں جو بظاہر ناممکن نظر آتے ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ خودکشی اِسلام میں حرام ہے ۔

نقشہ اجرت اشتہارات

ریویو آف ریلیجنز کئی لاکھ کی احمدی جماعت کا واحد ماہوار رسالہ ہے اور اس کو نہایت ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے اور اس کے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اشتہار دینے والوں کے لئے بہترین موقع ہے ۔

ضمیمہ ۲ صفحے ۱۲ سینکڑہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اور اُجرت حسب ذیل ہے:۔

سالانہ	ایک صفحہ	۴۴ روپے	نصف صفحہ	۲۲ روپے
چھ ماہ	//	۲۳ //	//	۱۲ //
تین ماہ	//	۱۲ //	//	۷ //

فی اشاعت ایک صفحہ ۴ روپے ۔ نصف ۲ روپے ۔ فی سطر ۴ر

(مینیجر ریویو اُردو ۔ قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ ناسخ و منسوخ

مسئلہ ناسخ و منسوخ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جس کے متعلق علمائے سلف میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثر اس کے قائل ہیں اور صرف قائل ہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر آیات قرآنیہ سے استدلال کرتے ہوئے اس کے قائل ہونیکو ضروری بھی ٹھیراتے ہیں چنانچہ امام ابو القاسم ہبۃ اللہ بن سلامہ اپنے رسالہ ناسخ و منسوخ میں (جو کتاب اسباب النزول کے حاشیہ پر درج ہے) فرماتے ہیں وقد قال قوم...... لیس فی القرآن ناسخ ولا منسوخ و ھؤلاء قوم عن الحق صدوا فاوبا فکھم عن اللہ نردوا صفحہ ۲۶ مصری یعنی بعض لوگ ناسخ و منسوخ فی القرآن کے منکر ہیں اور وہ لوگ حق سے دور اور جناب الٰہی سے جھوٹ و افترا کے سبب رد کیئے گئے ہیں“ اور بعض بزرگ (جیسا کہ تحریر امام ابو القاسم صاحب سے واضح و لائح ہے) اس کے منکر ہیں اور استدلال قرآنی سے اُس کو باطل ثابت کرتے ہیں۔ اب ہم اگر طرفین کو جھوٹا قرار دیں تو یہ بالکل خلافِ عقل ہے۔ کیونکہ ان دونو کا استدلال قرآن کریم سے ہے۔ ہم اگر کسی صورت کو اختیار کرسکتے ہیں تو وہ یہی ہے۔ کہ ان ہر دو فریق کے استدلال میں بنظر غائر کام لیں اور دیگر آیات قرآنیہ سے اس کی تحقیق کریں وہ جس فریق کی مؤید نظر آئیں اُسے حق پر قرار دیں اور جسے وہ رد کریں اُسے ان کے فیصلہ کے مطابق رد کردیں اس کے لئے میں نے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ (۱) تفسیر کبیر امام رازی (۲) تفسیر اتقان (۳) تفسیر بحر محیط (۴) مدارک (۵) جلالین (۶) جامع البیان (۷) تفسیر القرآن بآیات الفرقان چکڑالوی (۸) ترجمان القرآن بلطائف البیان (۹) تفسیر القرآن مولانا محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ (۱۰) تفسیر قرآن مرزا حیرت دہلوی (۱۱) تفسیر سر سید احمد صاحب علیگڈھی (۱۲) پارہ اوّل (شائع شدہ علمائے جماعت احمدیہ) (۱۳) فوز الکبیر (۱۴) افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ (۱۵) ناسخ و منسوخ ہبۃ اللہ (۱۶) الناسخ والمنسوخ ابو جعفر نحاس (۱۷) اسباب التنزیل (۱۸) تحریر و تقریر ابن حزم (۱۹) ریویو آف ریلیجنز دسمبر ۱۹۰۷ء (۲۰) بائیبل (۲۱) مقدمہ ابن صلاح (۲۲) چشمۂ معرفت (۲۳) مباحثہ لدھیانہ (۲۴) آئینہ کمالات اسلام (۲۵) فصل الخطاب (۲۶) نور الدین (۲۷) وفاتِ مسیح موعود علیہ السلام مضمون حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض مندرجہ ریویو جون ۱۹۰۸ء (۲۸) خلافتِ راشدہ حصہ دوم (۲۹) اقرب الموارد جلد دوم (۳۰) قاموس (۳۱) تاج العروس (۳۲) تشحیذ جلد ۸ نمبر ۴ نیز بعض اور تفاسیر جن کے اسوقت نام بھول رہا ہوں مطالعہ کی ہیں۔ اب سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ نسخ کے لغوی معنی کیا ہیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لغوی تحقیق

(۱) النسخ فی اللغة ازالة الصورة عن الشیٔ و اثباتها فی غیرہ کنسخ الظل الشمس ... و نسخت الریاح آثار الدیار اذا غیرتھا (۲) نسخت الکتاب: اذا انقلتہ من نسخة (ابو جعفر نحاس) قاموس۔ و اقرب الموارد جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۴ یعنی نسخ کے لغوی معنے یہ ہیں کہ ایک چیز کی صورت کو اس سے ہٹا کر دوسری چیز میں قائم کردینا یا بدلا دینا یا نقل کرنا (ب) یرد النسخ بمعنی الازالة و بمعنی التبدیل و بمعنی التحویل و بمعنی النقل کہ لفظِ نسخ ازالہ۔ تبدیل۔ تحویل اور نقل کے معنوں میں آتا ہے (اتقان) (ج) ابطال شیٔ و اقامة اُخر مقامہ کسی چیز کو باطل کر کے اسکی جگہ دوسری چیز کے قائم کرنیکو نسخ کہتے ہیں (تحریر و تقریر ابن حزم) دیکھو قاموس۔ مجمع البحار و منتہی الارب (د) النسخ هو النقل و التحویل و منہ نسخ الکتاب الی کتاب اٰخر لانہ ینقلہ الیہ و ینقل حکایتہ و منہ تناسخ الارواح و تناسخ القرون بعد قرن و تناسخ المواریث انما هو النقل و التحویل من واحد الی اٰخر بدلاً من الاول تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۴۲۵ دیکھو تاج العروس۔ قاموس مجمع البحار۔ اقرب الموارد جلد دوم۔ خلاصہ کلام یہ کہ نسخ لغت میں اُسکو کہتے ہیں کہ ایک چیز کی صورت یا اُسکے حال کو دُور کر کے دوسری چیز میں ویسی ہی صورت یا ویسا ہی حال قائم کیا جائے اور کبھی فقط زائل کرنے یا ثابت کرنیکے لئے آتا ہے یہی وجہ ہے کہ لکھنے کو بھی نسخ کہتے ہیں اور لکھی ہوئی چیز کو نسخہ بولتے ہیں (تفسیر القرآن مولانا محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ) لیکن اکثر مفسرین کا رجحان اسی طرف ہے اور اسی بات کے ثابت کرنے کی وہ کوشش کرتے ہیں کہ اس کے اصل معنی دُور اور باطل کرنے کے ہی ہیں +

اصطلاحی معنی

اس مختصر لغوی تحقیق کے بعد ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس کے اصطلاحی معنی کیا ہیں کیونکہ جبتک ہمارے مدِ نظر اصطلاحی معنی نہ ہونگے تب تک قائلین نسخ پر اعتراض کرنا یا ان کے مخالفین کو صادق ٹھیرانا یا حقیقت نسخ کو باطل قرار دینا یا اس کے خلاف حق قرار دینا ان میں سے کسی ایک کا حق بھی ہمیں حاصل نہ ہوگا ورنہ ائمۂ نحاۃ پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ لفظ کلمہ جیسا کہ قرآن مجید سے ظاہر ہے جملہ اور کلام کے مترادف ہے پڑھو آیت کلمة تخرج من افواههم اور تم کلمہ کو لفظ مفرد و بامعنی میں محصور مانتے ہو پس یہ قرآن کریم کی اصطلاح کے خلاف ہوا اسی طرح منطقیوں پر۔ یا اگر جنس کا لفظ ائمۂ فقہاء کی اصطلاح کے مطابق کتب میں آئے تو منطقی اسپر اعتراض کرنے لگ جائے تو یہ ٹھیک نہیں۔ بموجب لکل ان یصطلح جو کلیہ مسلمہ ہے۔ ہر ایک شخص کا حق ہے۔ کہ وہ ایک نئی اصطلاح قائم کر کے اس کے مطابق الفاظ کو استعمال کرے اسکے لئے کوئی مانع نہیں اور نہ ہی کسی شخص کو اس پر اعتراض کرنیکا اور رد کرنے کا حق ہی ہے۔ اسلئے قائلین نسخ فی القرآن کی اصطلاح معلوم کرنا بھی ضروری ہوا +

اصطلاح نسخ

تحویل العباد من شیٔ ءٍ کان حلالاً فحرم (ابو جعفر نحاس) لوگوں کو کسی ایسی چیز سے جو پہلے حلال تھی لیکن بعد میں حرام ہو گئی ہٹا دینا۔ (۲) نسخت الکتاب اذا انقلتہ من

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسخة وعلی ھذا الناسخ والمنسوخ واصله ان یکون الشیٔ حلالا الٰی مدة ثم ینسخ فیجعل حراما او بالعکس۔ یعنی ناسخ و منسوخ کا اصل یہ ہے کہ ایک چیز کچھ مدت تک حلال رہے اور بعد میں حکماً حرام قرار دیدی جائے یا حرام ہو اور حلال قرار دیدی جائے۔ (ابو جعفر نحاس) (۳) ان الناسخ فی اصطلاح العلماء عبارة عن طریق شرعی یدلّ علی ان الحکم الذی کان ثابتاً بطریق شرعی لا یوجد بعد ذٰلک مع تراخیه عنه علی وجه لولاه لکان ثابتاً یعنی اصطلاح علماء میں ناسخ اُس طریق شرعی کو کہتے ہیں جو بتاتا ہے کہ وہ شرعی حکم جو پہلے ایک اور طریق شرعی کی وجہ سے ثابت تھا اب نہیں پایا جاتا اس طور پر کہ اگر دوسرا حکم نہ ہو تو پہلا ثابت ہے یعنی مخالف (تفسیر کبیر) بعینہٖ یہی تعریف بشئ من اختلاف الالفاظ ابو جعفر صاحب نے بھی لکھی ہے رفع حکم ثابت بخطاب ثابت لولاه لکان محکماً ثابتاً بالخطاب الاوّل (۴) مقدمہ ابن صلاح میں لکھا ہے (النسخ) ھو عبارة عن رفع الشارع حکماً منه متقدماً بحکم منه متأخر مصری صفحہ ۱۱۳ النوع الرابع والثلاثون یعنی شارع کا اپنے پہلے حکم کو اپنے کسی پہلے حکم کے ساتھ اُٹھا دینے کو نسخ کہتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ نسخ کی جو تعریف اصح و مختار ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آیۃ کی قرأۃ یا حکم یا دونو کے ساتھ جو تعہد ہے۔ اس کی انتہا کا بیان کر دینا یعنی آیات قرآنیہ کی تلاوت سے ثواب مرتب ہوتا ہے لہٰذا ان کے پڑھنے کا حکم ہے۔ دوم جو احکام ان میں بیان ہوئے ہیں ... ... ان کی تعمیل کا حکم ہوتا ہے اور تعمیل سے ثواب ہوتا ہے۔ اور گو بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم بھی ہمیشہ کے لئے ہے۔ اور اُس کے پڑھنے سے ثواب بھی ہمیشہ ہی ہوگا لیکن اللہ کے علم میں بعض آیات کے پڑھنے سے ہمیشہ ثواب نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ایک مُدت تک تو ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ مُدت گذر جاوے تو اُس کے گذرنے کے ساتھ ہی ان کا ثواب بھی جاتا رہتا ہے۔ اور بعض آیات کے احکام کی تعمیل سے بھی ایک وقت تک ثواب ہوتا ہے۔ اور اُسوقت کے بعد اُن کا کرنا اور نہ کرنا برابر ہوتا ہے۔ اور بعض کے پڑھنے اور حکم کی تعمیل دونو کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے۔ کہ اس کے بعد نہ اُن کی تلاوت سے ثواب ملتا ہے اور نہ ان کی تعمیل سے (دیکھو تفسیر قرآن مولانا محمد سرور شاہ صاحب) اب ان پر ایک اعتراض ہوتا تھا کہ اچھا مانا لیکن اس کا علم تو تبھی ہو جبکہ خدا تعالٰے کسی آیت کو نازل کرکے یہ بتاوے کہ فلاں آیت کو پڑھنے سے یا اسکے حکم کی تعمیل سے یا دونو سے کوئی ثواب نہ ہوگا تو اس کا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ ایسی آیات کا نزول ضرور ہوتا ہے۔ جو بتاتی ہیں کہ فلاں آیت کی تلاوت یا اسکے حکم کی تعمیل یا دونو سے کوئی ثواب نہ ہوگا ایسی آیات کو ان کی اصطلاح میں ناسخ کہتے ہیں اور ان آیات سے جن دیگر آیات کا کسی قسم کا نسخ مطلوب ہوتا ہے اُنہیں منسوخ۔

اس اصطلاح کے بیان کر دینے کے بعد آیات منسوخہ کی اقسام کا (گو وہ اشارۃً پہلے بھی بیان ہو چکی ہیں) علیحدہ طور پر بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے جو اعتراض قائلین نسخ پر پڑتا ہے۔ وہ بہت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی اہم بالشان اعتراض ہے۔ سو تمام علماء قائلین نسخ نے آیات منسوخہ کو مندرجہ ذیل تین اقسام میں منقسم مانا ہے :-

اقسام آیات منسوخہ (۱) اوّل :- ثابت الحکم منسوخ التلاوۃ یعنی وہ آیات جو قرآن کریم میں نہیں پائی جاتیں اور ان کی تلاوت منسوخ ہے۔ مگر ان کا حکم برابر جاری ہے۔ **دوم** :- ثابت التلاوۃ منسوخ الحکم۔ وہ آیات جو کلام اللہ میں موجود ہیں لوگ ان کی تلاوت کرتے ہیں مگر ان آیات سے جس حکم کا استنباط ہوتا ہے۔ وہ منسوخ ہے اب اس پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ **سوم** :- منسوخ الحکم والتلاوۃ کلیھما یعنی وہ آیات جن کی تلاوت وحکم دونو منسوخ ہیں ان کی تلاوت نہیں ہوتی اور ان کے حکم پر عمل کرنا ممنوع ہے۔ ان تین اقسام میں سے ان کے قول کے مطابق صرف قسم ثانی قرآن مجید میں موجود ہے۔ (دیکھو تفسیر سرسید) اس کے علاوہ ایک اور بیرونی تقسیم بھی کی گئی جس میں علماء کا سخت اختلاف ہے .. .. ..

اس طرح کہ آیا قرآن کریم کو صرف قرآن ہی منسوخ کر سکتا ہے۔ یا حدیث بھی۔ تو شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ قول اوّل کے معتقد ہیں اور انکا خیال ہے۔ کہ قرآن کو صرف قرآن ہی منسوخ کر سکتا ہے۔ نہ کہ حدیث۔ صرف حنفی اس بات کے قائل ہیں کہ حدیث بھی (گو اسمیں بعض شروط ضروری ہیں) قرآن کریم کیلئے بطور ناسخ کے واقع ہو سکتی ہے۔ بعض علماء نے نسخ کی شرائط بھی تحریر کی ہیں۔

شرائط نسخ (۱) النسخ یکون الی الامام (ابو جعفر نحاس) صرف امام ہی نسخ کا اجراء کر سکتا ہے۔ (۲) النسخ یکون فی المتعبدات نسخ صرف متعبدات میں ہوتا ہے۔ (متفق علیہ) (۳) ناسخ کا منسوخ سے متأخر اور منفصل ہونا ضروری ہے (۴) منسوخ شرعی ہو نہ عقلی (۵) منسوخ کسی وقت سے مقید نہ ہو (۶) ناسخ۔ قوّت میں منسوخ سے بڑھکر ہو اگر بڑھکر نہ ہو تو کم از کم برابر ضرور ہو (۷) جو چیز منسوخ کی مقتضی ہے۔ وہی ناسخ کی مقتضی نہ ہو (۸) منسوخ۔ جائز النسخ ہو۔ (دیکھو تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان نواب صدیق حسن صاحب بھوپالوی) یہ مختصر خاکہ ہے ناسخ و منسوخ کا۔ لغوی تحقیق اور علماء کی اصطلاح اور اقسام آیات منسوخہ اور شرائط نسخ بیان کرنیکے بعد اب اس کی بنا اور اصل کا معلوم کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ پختہ ثابت ہُوا تو پھر اسکو اہمیت دینا ہمارے لئے ضروری

بنیاد نسخ اصطلاحی ہوگا اور اگر بنا ہی خام ہے۔ تو اُسکی طرف توجہ کرنا بھی لغو ہوگا پس مجھے جو کچھ اسکے متعلق تحقیق کرنے سے معلوم ہُوا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ بعض صحابہؓ کی روایات میں اس لفظ کا استعمال پایا جاتا تھا (گو وہ اصطلاحی نسخ نہ تھا) اور جن آیات کے متعلق انہوںؓ نے اُسے استعمال کیا اُن میں بھی بظاہر اختلاف و تناقض (گو وہ ادنیٰ تدبّر سے دُور ہو سکتا تھا) پایا جاتا تھا۔ جب بعض علماء نے ان روایات پر نظر کی تو انہوں نے قیاس دوڑایا کہ یہ مسئلہ کوئی نہایت ہی اہم مسئلہ ہے۔ کہ بعض آیات متناقضہ میں سے ایک کو باطل الحکم ٹھیرا دیا گیا ہے۔ اور ایک کو اُسکے بالمقابل ثابت الحکم (حالانکہ جیسا ہم آگے بیان کرینگے صحابہؓ نسخ کو اور ہی معنوں میں استعمال کرتے تھے) کیونکہ نسخ کے معنے عربی میں باطل کرنیکے بھی آتے ہیں ادھر قرآن کریم کو دیکھا تو بعض آیات ایسی نظر آئیں جن سے کہ انکی تائید ہوتی تھی (گو لفظی لحاظ سے ہی سہی) پس انہوں نے اسے شائع کرنا شروع کر دیا۔ اور اتنا پھیلایا کہ ۳۳۸ھ تک کم از کم ۵ کتب اس مسئلہ کے متعلق تصنیف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو چکی تھیں (دیکھو ناسخ و منسوخ ابوجعفر نحاس) بہت سے لوگ اس کے معتقد ہو گئے چنانچہ مشاہیر مصنفین کے اسماء گرامی درج کرنا کافی سمجھتا ہوں:-

(۱) مکی بن ابی طالب العنیسی المقری (۲) ابوجعفر محمد بن احمد بن اسماعیل الصفار المرادی النحوی عرف ابوجعفر نحاس (۳) ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عربی (۴) ابوداؤد سجستانی (۵) ابوعبیدہ قاسم بن سلام (۶) ابوسعید عبدالقاہر بن طاہر التیمی (۷) الشیخ جلال الدین سیوطی (۸) امام ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن سلامہ بن نصر المفسر المقری النحوی البغدادی (۹) ابوالحسین (۱۰) ابن المنادی (۱۱) علی الہمدانی - یہ تو صرف ان مصنفین کے اسماء گرامی ہیں جنہوں نے صرف قرآن کریم کے متعلق مستقل تصانیف فرمائی ہیں۔ باقی رہے وہ لوگ جنہوں نے حدیث کے نسخ کے متعلق بحث کی ہے۔ وہ تو بہت سے ہیں لیکن جو لوگ اس مسئلہ کے خلاف تھے ان میں سے (۱) ابومُسلم بن بحر صاحب (۲) ابومسلم جاحظ اصفہانی (۳) ابن عطیہ - ان میں سے کسی ایک کی مستقل تصنیف کا جو اس بارے میں ہو مجھے علم نہیں ہو سکا۔ اور متأخرین میں سے تو بہت سے لوگ اس کے مخالف پیدا ہو گئے مثلاً سر سیّد احمد صاحب علیگڈھی - مرزا حیرت دہلوی مصنّف مقدمہ تفسیر القرآن - مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی - پھر خدا کا مسیح اور اس کی تمام جماعت ؛

اب میں بفضلہ تعالیٰ ان دو آیات کی اُس تفسیر پر جو قائلین نسخ نے کی ہے۔ چند اعتراضات و سوالات کرتے ہوئے ان کی صحیح تشریح بیان کر دینا چاہتا ہوں کیونکہ یہی دو تو آیات انکے عقیدہ کی (بظاہر) مؤید کیا؟ بنا ہیں ؛

قائلین نسخ کا استدلال

ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا۔ نأت بخیر منھا او مثلھا جس آیت کو ہم منسوخ کر دیتے یا بھلا دیتے ہیں اُسکے عوض میں اُس سے بہتر یا کم از کم اُس جیسی لاتے ہیں پ ۱ ع ۱۳ ، (۲) واذا بدلنا اٰیۃ مکان اٰیۃ جب ہم کسی ایک آیت کو کسی دوسری آیت سے بدلا دیتے ہیں سورہ نحل ع ۱۴ - ان ہر دو آیات کا شانِ نزول جسے علماء نے ذکر کیا ہے تفسیر بحر محیط میں بدیں الفاظ مذکور ہے " سبب نزولھا فیما ذکروا ان الیھود لما حسدوا المسلمین فی التوجہ الی القبلۃ وطعنوا فی الاسلام قالوا ان محمدًا یأمر اصحابہ بامر الیوم وینھاھم عنہ غدًا ویقول الیوم قولًا ویرجع عنہ غدًا ماھذا القراٰن الا من عند محمد وانہ یناقض بعضہ بعضًا کہ یہود نے حسدًا مسلمانوں کو بدل کر نیکی خاطر اسلام پر طعنہ مارتے ہوئے یہ کہا کہ اے مسلمانو! غور کرو کہ محمدؐ تمھیں آج ایک کام کے کرنیکا حکم دیتا ہے تو کل اُس سے روک دیتا ہے۔ اور آج ایک بات کہتا ہے۔ تو کل اُس سے رجوع کر لیتا ہے۔ یہ قرآن تو محض محمدؐ کا افترا ہے۔ کیونکہ اگر یہ خدائی کلام ہوتا اور اس کا بنایا ہوا نہ ہوتا تو اس میں تناقض کا دخل قطعًا نہ ہوتا حالانکہ اس کا بعض حصہ بعض کے منافی و مغائر ہے " گویا مفسرین میں سے جو لوگ اس عقیدہ ناسخ و منسوخ پر قائم ہوئے وہ یہ لکھتے ہیں کہ آیت زیر بحث

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُسوقت نازل ہوئی تھی جب یہودی لوگ اس عقیدہ کی مذمّت میں حد سے تجاوز کر گئے تھے اور اس کے نزول سے فقط ان کے اس طعن وتشنیع کا ردّ مقصود تھا چنانچہ اسکی تائید میں وہ ایک حدیث بھی پیش کرتے ہیں جسکا ترجمہ قریباً قریباً وہی ہے۔ جو بحر محیط کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ پس ثابت ہُوا کہ مسئلہ ناسخ ومنسوخ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ کہ جس کا تحقق قرآن کریم سے پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے +

ان کے استدلال کا ردّ اب قبل اسکے کہ میں اپنے دلائل کو عدم نسخ حقیقی کے بارے میں بیان کروں چند معارضات کا پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ان میں سے پہلا یہ ہے۔ کہ سب سے بڑی آیت (جس سے کہ انہوں نے نسخ کا استدلال کیا ہے) سے نسخ کا استدلال کرنیکو بعض ایسے بزرگ اور عظیم الشان مفسّرین نے جو خود نسخ کے قائل ہیں ضعیف ٹھیرایا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو تفسیر کبیر امام صاحب فرماتے ہیں "الاستدلال به ایضاً ضعیف لان ما ھھنا یفید الشرط والجزاء وکما ان قولك من جاءك فاکرمه لا یدلّ علی المجیء بل علی انه متی جاء وجب الاکرام فکذا ھٰذہ الاٰیة لا تدل علی حصول النسخ بل علی انه متی حصل النسخ وجب ان یاتی بما ھو خیر منه" جلد اوّل صفحہ ۴۲۶ یعنی آیت ما ننسخ من اٰیة (الآیہ) سے نسخ کا استدلال کرنا ضعیف ہے۔ کیونکہ آیت زیر بحث میں لفظ ما شرطیہ ہے۔ اور جیسے کہ من جاءك فاکرمه (جو تیرے پاس آئے اسکی عزت کر) سے کسی شخص کے آجانے کا پتہ نہیں چلتا بلکہ صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی آئے اُسکی عزت ضروری ہے۔ اسی طرح اس آیت سے حصول نسخ کا پتہ نہیں چلتا بلکہ صرف اس بات کا علم ہوتا ہے کہ جب نسخ ہو گا تو اس سے بہتر چیز۔ لائی جاویگی" اب اگر غور سے دیکھا جاوے تو یہی ایک آیت قائلین نسخ کے ہاتھ میں بطور حربہ کے تھی کیونکہ اسکے شان نزول سے نسخ کے وجود کا کچھ علم ہوتا ہے دوسری آیت کا تو شان نزول ہی اور ہے۔ مگر خود انکے بزرگوں نے اس آیت سے نسخ کے استدلال کو ضعیف ٹھیرا دیا معلوم ہُوا کہ ان لوگوں کا اس آیت سے استدلال کرنا محض اپنے کام کی خاطر تھا ورنہ دراصل وہ بھی قائل ہیں کہ حقیقتاً یہ آیت ہماری مؤید نہیں صرف لفظی مدد سے وہ فائدہ اُٹھا سکتے تھے مگر لغوی تحقیق نے اُس کو بھی زد سے رد کر دیا +

دوم۔ یہ واقعہ ہی غلط معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہودیوں نے ناسخ ومنسوخ اوامر ونواہی کے متعلق طعن وتشنیع کیا ہو کیونکہ وہ خود بھی تو ناسخ ومنسوخ کا عقیدہ رکھتے تھے اور یہ عقیدہ ان کے نزدیک کوئی معیوب عقیدہ نہ تھا ایسی حالت میں وہ مسلمانوں کو اس عقیدہ کی وجہ سے کیونکر ملزم کر سکتے تھے۔ اور مسلمانوں کو اس الزام کا تختہ مشق بنا ہی کیونکر سکتے تھے شاید کوئی معترض یہ کہے کہ اس کا کیا ثبوت کہ وہ بھی اسکے معتقد تھے سو عرض ہے کہ یہ امر نہایت ہی بدیہ الثبوت اور واضح ہے جسمیں کسی قسم کا شک نہیں کیونکہ ہمارا قول محض قیاس پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے پاس اس بات کا نہایت پختہ ثبوت موجود ہے۔ سُنیئے! راڈ عیسائی فاضل جس نے قرآن شریف کا ترجمہ کیا ہے۔ آیت زیر بحث کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترجمہ کرنیکے بعد اسپر ایک حاشیہ لکھتا ہے۔ جسمیں تحریر کرتا ہے۔ کہ مسئلہ ناسخ و منسوخ کی تعلیم طالمود میں بھی موجود ہے" اور یہ
یہودیوں کی مسلّم دینی کتاب ہے۔ جسپر قریباً تمام کا اتفاق ہے۔ اور یہ مسئلہ اسمیں ہونا بھی ضروری تھا کیونکہ توریت میں
ایسے صریح تناقض ہیں کہ ان میں مسئلۂ ناسخ و منسوخ کے بغیر چھٹکارا ہی نہیں چنانچہ دیکھئے کہ خدا تعالیٰ ایک جگہ تو
توریت میں یہ فرماتا ہے "اور خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا خدا کی صورت پر اسکو پیدا کیا۔ نر و ناری ان کو پیدا
کیا اور خدا نے انکو برکت دی اور خدا نے اُنہیں کہا کہ پھلو اور بڑھو اور زمین کو معمور کرو اور اسکو محکوم کرو اور سمندر کی
مچھلیوں پر اور آسمان کے پرندوں پر اور سب پرندوں پر جو زمین پر چلتے ہیں سرداری کرو" پیدائش باب ۱ آیت ۲۷ و ۲۸
اور دوسری جگہ پر آتا ہے "اور خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اسکے دل کے تصوّر اور خیالات
روز بروز صرف بد ہی ہوتے ہیں تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہؤا اور خداوند نے
کہا کہ میں انسان کو جسے میں نے پیدا کیا روئے زمین پر سے مٹا ڈالونگا انسان کو اور حیوان کو بھی اور کیڑے اور مکوڑے اور
آسمان کے پرندوں تک کیونکہ میں انکے بنانے سے پچھتاتا ہوں" پیدائش باب ۶ آیت ۵ تا ۸۔ اب دیکھیئے کہاں اتنی خوشی کہ
سمندر کی مچھلیوں اور آسمان کے پرندوں پر سرداری کرنیکی تحریک کرتا ہے۔ اور کہاں اتنا رنج اور پشیمانی کہ اُنہیں پیسنے
اور مٹا ڈالنے کے ارادے کر رہا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اُسوقت جبکہ اللہ نے خوشی کا اظہار کیا لوگ نیک تھے اور بعد میں بدی
میں مشغول ہو گئے تو ہمارا یہ جواب ہے۔ کہ کیا اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم نہ تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد انسان کی ایسی بُری حالت
ہو جائیگی کہ جسکی وجہ سے مجھے سخت رنج ہوگا اسوقت مجھے اتنی خوشی کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے کیا وہ عالم الغیب تھا ہ پس
یہ عقیدہ جو اس سوال میں ظاہر ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو عالم الغیب نہ ماننا یہ مسئلہ ناسخ و منسوخ سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ اس سے
اللہ تعالیٰ کی حقیقت یعنی علم کا کمال اللہ تعالیٰ کی ذات سے سلب ہوتا ہے۔ اسی طرح دیکھیئے ابراہیمؑ اپنی سوتیلی بہن سے
نکاح کرتے ہیں چنانچہ لکھا ہے "وے میری جورو کے واسطے مجھے مار ڈالینگے اور وہ تو سچ میری بہن ہے۔ میرے باپ
کی بیٹی۔ پر میرے ماں کی بیٹی نہیں سو میری جورو ہے" پیدائش باب ۲۰ آیت ۱۲۔ مگر دوسری جگہ لکھا ہے "اور اگر
کوئی مرد اپنی بہن کو یا اپنے باپ کی بیٹی یا اپنی ماں کی بیٹی کو لیوے اور باہم ایک ایک کی برہنگی دیکھیں یہ نہایت بُرا ہے
وے دونو اپنی قوم کے آگے قتل کیئے جاویں" احبار باب ۲۰ آیت ۱۷۔ اسی طرح دوسری جگہ لکھا ہے "تو اپنی بہن کی برہنگی یا
اپنے باپ کی بیٹی یا اپنے ماں کی بیٹی کی برہنگی خواہ وہ گھر میں پیدا ہوئی ہو خواہ اور کہیں ظاہر مت کر" احبار باب ۱۸ آیت ۹
گویا پہلی آیت سے یہ امر متحقق ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی سوتیلی بہن سے شادی کی۔ مگر توریت کے دوسرے مقام سے (جیسے
لکھا گیا ہے) اسکی ممانعت ثابت ہوتی ہے حتیٰ کہ اس شخص کو جو اپنی بہن سے خواہ وہ سوتیلی ہی ہو نکاح کرتا ہے بمع اسکی
بہن کے قوم کے سامنے قتل کرنیکا حکم ہے۔ پس یہ دونو مثالیں ایسی ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہودی ناسخ
و منسوخ اندرونی و بیرونی دونو کے قائل تھے۔ اندرونی سے میری مراد وہ ناسخ منسوخ ہے جو انکی کتاب کی متضاد

باتوں سے لازم آتا ہے اور بیرونی سے وہ جس میں کہ پہلی شریعت کے کسی حکم کو منسوخ کرنیکا ثبوت ملتا ہے مفصل دیکھو فصل الخطاب جلد ثانی آخر سے دو صفحے قبل ۔

اب یہودی اس الزام کے نیچے ہوتے ہوئے مسلمانوں پر کس طرح اٹیک کر سکتے تھے ۔ یہ خلاف عقل بات تو ماننے میں آ نہیں سکتی کہ ایک طرف تو وہ اسے تسلیم کر رہے ہوں اور دوسری طرف وہ اسی سے مسلمانوں کو ملزم کر رہے ہوں کیا انہیں یہ خبر نہ تھی کہ یہ وہی عقیدہ ہے جسکے ہم تمام معتقد چلے آئے ہیں۔ حیرت ہے کہ ایک طرف تو وہ اسکے قائل ہوں اور دوسری طرف وہ اسے بطور حربہ استعمال کریں پس مفسرین کا یہ لکھنا کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ یہودی مسلمانوں کو مسئلہ ناسخ و منسوخ کے متعلق طعن و تشنیع کرتے تھے خلاف عقل و درایت معلوم ہوتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث بھی قابل اعتبار نہیں کیونکہ اس کا تاریخ سے قطعاً کوئی ثبوت ہی نہیں ملتا۔ تاریخ کا اس امر پر شہادت دینا اس بات کو اور پختہ بنا دیتا ہے کہ یہ حدیث جسکو مفسرین اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہیں بناوٹی ہے کوئی ایسا سبب معلوم نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے بڑے بڑے مؤرخین نے بھی اس کے تذکرہ کو ناپسند کرتے ہوئے ترک کیا ہو۔ ایک اور ثبوت اس حدیث کے بناوٹی ہونے کا یہ بھی ہے کہ اس سے بظاہر اس طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ کئی امور میں نسخ کا قدم پختہ ہو چکا تھا حالانکہ کسی دوسری صحیح حدیث سے جو مرفوع متصل ہو اس کا ثبوت بہم پہنچانا کارے دارد ۔

سوم۔ ناسخ و منسوخ کا وجود ایسا نہیں تھا کہ جسکی وجہ سے یہود میں مسلمانوں کے متعلق حسد پیدا ہو انکے دلوں کی آگ بھڑکے انکے عناد و دشمنی کو تحریک ہو انکے جوش میں اضافہ پر اضافہ ہو۔ کیونکہ دشمن اگر حسد کر سکتا ہے تو کسی خوبی پر کسی محسن پر نہ کہ اس امر پر جو اسلام کے لئے ایک سم قاتل کا کام دیتا تھا بھلا انہیں حسد پیدا ہی کیوں ہو سکتا تھا۔ جبکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ ہمارا کام اسلام نے خود اپنے ذمے لیا ہے یعنی انکی سب سے اعلیٰ اور اجلیٰ خواہش اور آرزو اسکے سوائے اور کیا تھی کہ اسلام کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیا جاوے اس کا نام و نشان باقی نہ رہے اسکی ہستی متزلزل ہو کر جلد گر جاوے تا کہ ہمارے مقاصد اور کامیابیوں بالفاظ دیگر ہماری خواہشات اور مرادوں کے پورا ہونے میں کوئی روک نہ ہو کیونکہ اسلام سے پہلے ان لوگوں نے اپنے متبعین کو جال میں پھنسایا ہوا تھا کہ ان سے جس طرح چاہتے تھے کام لیتے تھے ان کے پیرو بھی انہیں حد درجہ عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ انکے دلوں میں انکی بڑی قدر تھی وہ جو کچھ کہتے اور حکم کرتے اسکی اطاعت اپنے پر فرض جانتے تھے لیکن جب اسلام آیا تو وہ ان بیچاروں کو ان ظالموں سے بچانا چاہتا تھا۔ اور ان کو وہ کامل آزادی بخشنا چاہتا تھا کیونکہ اسلام آزادی ضمیر انسانی کا بڑا مؤید ہے اور یہ انکی سب مرادوں پر خاک ڈال دینے والا امر تھا جسکی مخالفت کا جوا انہوں نے اپنی گردنوں پر رکھا اور کمربستہ ہو گئے۔ کہ جس طرح ہو سکے اسلام کو اس جگہ پھیلنے سے روک دیا جاوے۔ جھوٹ اور سچ کی تمیز مقصود نہ تھی حق و باطل میں فرق کرنا ان کے مدنظر نہ تھا۔ اگر کوئی امر انکے مدنظر تھا تو صرف یہی کہ کسی طرح اسلام کی بنیاد پختہ نہ ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلکہ اسے بمع اس کے نشان کے دنیا سے رخصت کر دیا جاوے۔ پس جن لوگوں کی یہ حالت تھی اور مخالفت میں اس حد تک پہنچے ہوئے تھے انہیں تو اس بات سے خوشی ہونی چاہیئے کہ دیکھو یہ اسلام کی ہلاکت کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں کہ محمد (صلعم) آج ایک حکم کرتا ہے۔ تو دوسرے دن اسکے خلاف کہتا ہے۔ اس پر وہ جسقدر خوشی مناتے بجا تھی کیونکہ آجکل کے زمانہ کو ہی دیکھ لو کہ وہ اسی حربہ کو استعمال کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں تناقض ہے اگر وہ ربّ علیم و خبیر کی طرف سے ہوتا تو اس طرح احکام میں تغیّر و تبدّل نہ ہوتا۔ پس یہ بات ہی بالکل غلط ہے کہ یہود کو اس سے حسد پیدا ہوتا تھا۔ بھائی! یہ حسد کے پیدا ہونے کی وجہ ہے یا انکی خوشی کا موجب؟ پس اگر یہود کو حسد پیدا ہو سکتا تھا تو صرف اس وجہ سے ہی کہ یہ شخص ہمارے رسم و رواج اور ہماری شریعت کے خلاف حکم دیتا ہے۔ اور کوشش کرتا ہے۔ کہ ہمارے متبعین کو اپنی طرف بلا کر انہیں ہم سے آزادی دلاوے اور درحقیقت وجہ بھی یہی تھی ورنہ یہ امر بداہتہً ثابت ہے۔ کہ اگر وہ دیکھتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مریدین کو آج ایک بات کہتے ہیں تو دوسرے دن بالکل اسکے خلاف! تو وہ بغلیں بجاتے اور خوشی سے پھولے نہ سماتے۔ کیونکہ انہیں انکی مراد حاصل ہوتی نظر آتی کہ منکر ہے۔ محمد (صلعم) اپنے ہی منہ سے اپنے پہلے حکم کو باطل ٹھیراتا ہے۔ اور اس کی جگہ ایک نیا حکم قائم کرتا ہے۔ حالانکہ وہ خود کہتا تھا کہ "ما یکون لی ان ابدّله من تلقاء نفسی" پس یہ ایک بہت زبردست ثبوت ہے۔ اس بات کا کہ یہود اپنے حسد سے اس اصطلاحی مسئلہ ناسخ و منسوخ کے متعلق طعن نہ کر سکتے تھے کہ اسکے ردّ کیلئے خاص طور پر ایک آیت شریف کے نزول کی ضرورت پیش آتی وہ بات ہی اور تھی جسنے یہود کے دلوں میں حسد کی آگ مشتعل کی اور وہ اسلام پر طعن و تشنیع سے کام لیتے اور پھر خدا کو انکا ردّ کرنیکی خاطر ایک خاص آیت نازل فرمانے کی ضرورت پیش آئی ؛

چہارم۔ اگر ہم اس مسئلہ کو بعینہٖ اسی طرح (جس طرح کہ علماء کا عقیدہ ہے) تسلیم کر لیں تو پھر ہم پر ایک اعتراض پڑتا ہے جسکی تردید ہم سے ہونی ممکن نہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ آیت سے آیت قرآنی ہی مراد لیجاوے تو ماَت بخیر منھا او مثلھا میں جملہ ماَت بمثلھا کے کیا معنی ہونگے۔ اگر یہ معنی کریں کہ ایک آیت کو منسوخ کر کے بالکل ویسی ہی ہم دوسری آیت لاتے ہیں" تو اس کی حکمت کیا ہے کہ پہلی کو منسوخ کر دیا۔ آخر کوئی نہ کوئی وجہ معقول ہونی چاہیئے اگر کوئی وجہ ہوگی تو ہم اسکو دوسری پر چسپان کر کے کہیں گے کہ کیوں خدا نے اس دوسری آیت کو بھی منسوخ نہ کر دیا یہ بھی تو بالکل ویسی ہی ہے۔ پس جب پہلی اس وجہ سے منسوخ ہو سکتی ہے۔ تو دوسری بھی جو بالکل اس جیسی ہے۔ منسوخ ہو سکتی ہے۔ دیکھو اگر کئی چیزیں ایک ہی جنس کی ہوں مثلاً کچے مکانوں ہی کو لے لو تو جو شخص ایک مکان کو محض اس واسطے ناپسند کرتا ہے۔ کہ یہ کچی اینٹوں سے بنایا گیا ہے تو ضرور ہے۔ کہ وہ دوسرے کچے مکانوں کو بھی ناپسند کریگا کیونکہ وہ بھی تو پہلے مکان کی طرح کچی اینٹوں سے ہی بنایا گیا ہے۔ یا فرض کیجئے کہ کوئی شخص کسی تاجر سے ایک کتاب اس وجہ سے نہیں خریدتا کہ وہ تاجر بہت زیادہ قیمت لگاتا ہے۔ تو ضرور وہ دوسری کتب بھی اس سے خرید نہیں کریگا کیونکہ وہ وجہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو اُسکے لئے پہلی کتاب کے خریدنے سے مانع ہوئی وہاں بھی موجود ہے۔ کیونکہ وہ تاجر ہمیشہ نسبتاً بہت زیادہ قیمت لگاتا ہے۔ اسی طرح جب ایک آیت کو اللہ نے منسوخ کیا تو کیا وجہ ہے۔ کہ بالکل اُس جیسی دوسری آیت کو منسوخ نہ کرے اگر یہ کہا جاوے کہ قرآن کریم کا خدا تو لاہ کے خدا کی طرح ایک آیت کو نازل کرکے پچھتاتا اسلئے اس نے اُسکو منسوخ کرکے دوسری آیت نازل فرمائی تو یہ دھبہ ہم اُس عالم الغیب اور قدوس ہستی کے لئے گوارہ نہیں کرسکتے ہم بے غیرت یہودیوں کی طرح نہیں اپنے خدا کو اپنے سے بھی بدتر اور ناقص قرار دیں کیا خدا تعالیٰ کی عبارت غلط تھی۔ پس ہمارا محسن و پیارا خدا صفات حسنہ سے متصف ہے جامع جمیع صفات کاملہ اور ہر ایک عیب سے منزہ نہ اُس سے کبھی ایسا وقوع میں آیا نہ آئیگا اور اگر کہا جائے کہ طبیب کی طرح نسخہ بدلا تو میں یہ کہونگا کہ پھر "اس جیسا لانیکا" کیا مطلب؟ دیکھئے ایک شخص مغشی علیہ ہے بخار کی وجہ سے اُسے ہوش نہیں آتا ڈاکٹر اُسکے استعمال کے لئے کونین مکسچر دیتا ہے۔ اور اس حد تک استعمال کراتا ہے۔ کہ بخار اُتر جاتا ہے۔ لیکن اب بجائے غلبۂ نوم وغشی کے خشکی کی وجہ سے اُسے نیند نہیں آتی۔ اب اسکے لئے برومائڈ استعمال کراتا ہے۔ کیونکہ وہ مسکن دماغ ہے تو کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ یہ ویسی ہی دوائی ہے۔ کجا مخشک کونین۔ نیند کو اُڑانیوالی اور کجا برومائڈ مسکن دماغ۔ پس اگر حکیم کی طرح نسخہ تبدیل کرنا مدِ نظر ہوتا۔ تو "نأت ... بمثلھا" کی قید نہ لگائی جاتی۔

پنجم ۔ چلو ہم یہ بھی تسلیم کرلیتے ہیں۔ کہ آیت ناسخہ آیت منسوخہ جیسی بھی نازل ہوجاتی تھی مگر ہم نسخ کے معنی ازالہ کے لے لیتے ہیں اُس صورت میں آیت زیر بحث کے معنے یہ ہونگے کہ "نہیں دُور کرتے اور اُڑاتے ہم کسی آیت کو مگر اُس سے بہتر یا اُس جیسی دوسری آیت لاتے ہیں" گویا جب پہلی آیت کو اُڑا دیا اور زائل کردیا جاتا تب اُس کی بجائے دوسری آیت کا نزول ہوتا۔ نہ کہ ابھی آیت منسوخہ بھی موجود ہو اور دوسری آیت ناسخہ بھی نازل ہوجائے چنانچہ تفسیر جامع البیان سے اسکی صاف طور پر تصدیق ہوتی ہے۔ وہاں لکھا ہے (او النسخ دفعھا من القرآن او ننسھا نمحھا من القلوب صلہ ۱۹ مصری یعنی نسخ کے ایک معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ اُس آیت کو قرآن کریم سے نکال دیا جاوے پس خدا تعالیٰ کے کلام پاک سے یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک آیت اُڑا کر اُسکی بجائے دوسری نازل کیجاتی ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آیت منسوخہ کی موجودگی میں آیت ناسخہ کا وجود متحقق ہوا ہو۔ اب بتائیں اور بانصاف بتائیں کہ وہ لوگ جو نسخ فی القرآن کے قائل ہیں وہ کہاں تک حق پسندی سے کام لے رہے ہیں۔ بھلا جب قرآن کریم میں کوئی منسوخ شدہ آیت موجود ہی نہ رہی تو نسخ کہاں سے آگیا وجہ یہ کہ دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں اوّل یہ کہ ہمیں منسوخ شدہ آیات کا علم ہو۔ اس صورت میں فرمان الٰہی کا بطلان لازم آتا ہے۔ کیونکہ اگر اُس آیت کا علم دلوں میں محفوظ ہے۔ تو اُسکے اُڑائے جانے کے کیا معنی؟ دوسری صورت یہ ہے۔ کہ اُس کا علم ہم سے سلب ہوگیا ہے اس صورت میں ہمارا اُسکے متعلق بحث کرنا اور اُس کا قائل ہونا ہی لغو ٹھہرا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس اگر ہم بفرض محال علی سبیل التنزل یہ مان بھی لیں کہ خدا تعالیٰ نے کسی حکمت کے ماتحت ایک آیت کو منسوخ کر دیا اور پھر اس جیسی ہی دوسری آیت لایا تب بھی مفسرین کے مسئلہ ناسخ و منسوخ اصطلاحی کا قرآن شریف میں پایا جانا پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتا بلکہ جس آیت کے ذریعہ وہ اس قرآن کریم سے ثابت کرنا چاہتے تھے اُس سے اسکی تردید ہو گئی۔

ششم۔ اگر ہم آیت کے سیاق و سباق کو مدِ نظر نہ بھی رکھیں (جیسا کہ پہلے چار معانی میں حسب منشاء قائلین ناسخ و منسوخ اصطلاحی ہم نے ایسا ہی کیا ہے) تب بھی اس آیت کے ایک ایسے معنی ہو سکتے ہیں کہ انکا رد بھی ہو جاتا ہے۔ اور آیت کے معنی بھی صحیح بن جاتے ہیں وہ یہ کہ ہم لفظ نسخ کے معنی جیسا کہ لُغت بھی بڑے زور سے اسکی ممد و مؤید ہے۔ تبدیل کرنیکے لیں یعنی ایک حالت میں اسکے مطابق اللہ کے ایک حکم پر عمل واجب ہوتا ہے۔ تو دوسری حالت میں اُسکے مطابق ایک دوسرا حکم۔ مثلاً ایمان کیلئے دو باتوں کا ہونا شرط ہے۔ تسلیم اور یقین بالفاظ دیگر اقرار باللسان و تصدیق بالقلب۔ اگر ان میں سے پہلی۔ دوسری کے بغیر متحقق ہو تو اُسے اتفاق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ قال اللہ۔ ومن الناس من یقول اٰمنّا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمؤمنین یعنی بعض لوگ اللہ تعالیٰ اور یوم آخر پر ایمان کے مقر ہیں مگر وہ درحقیقت مومن نہیں (کیونکہ ان کے دل میں یقین راسخ نہیں) اور اگر دوسری پہلی کے بغیر متحقق ہو تو اُسے کفر۔ قال اللہ عزّ وجل۔ وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم یعنی کافروں کو اس بات کا تو یقین ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ مگر وہ اقرار نہیں کرتے لیکن دوسری جگہ مولا کریم فرماتے ہیں کہ گو ایک شخص زبان سے حق کا انکار کر رہا ہے۔ اور علانیہ کفر کا اظہار مگر پھر بھی وہ مومن ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ مَنْ کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مُطمئنٌّ بالایمانِ ولٰکن من شرح بالکفر صدرًا فعلیھم غضبٌ من اللہ ولھم عذابٌ عظیم۔ جو شخص اپنے ایمان لانے کے بعد اللہ کا انکار کرے اور اسپر اُسے شرح صدر حاصل ہو جائے تو اسپر اللہ کا غضب ہو گا اور اُسکے لئے بہت بڑا عذاب ہے ہاں وہ شخص جو مجبوری کی حالت میں انکار کرے حالانکہ اُسکا دل ایمان پر مطمئن ہے۔ تو وہ عذاب نہیں دیا جائیگا۔ دیکھئے پہلے تو کفار کے متعلق کہا تھا کہ ان کے دلوں میں یقین ہے۔ اس بات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم منجانب اللہ ہیں مگر زبان سے اقرار نہیں کرتے اسلئے قابل سزا ہیں مگر آخری آیت میں یہ فرما دیا کہ جو شخص دل میں یقین کامل رکھتا ہے۔ اگر وہ اقرار باللسان کے خلاف انکار باللسان کا بھی مرتکب ہو جائے تب بھی وہ قابل سزا نہیں لیکن چونکہ حالات مختلف ہیں اسلئے ان دو باتوں کو ہم متضاد نہیں کہہ سکتے پس پہلی حالت چونکہ مقتضی تھی کہ اسمیں اقرار باللسان ضروری ہو۔ اسلئے اسمیں اقرار باللسان سے پہلو تہی کرنیوالے کو مُجرم قرار دیا ہے۔ مگر دوسری حالت میں چونکہ انکار باللسان کے بغیر چارہ نہ تھا اسلئے اُسکو غیر مجرم اور ناقابل سزا ٹھیرایا ہے پس لُغت کی رو سے ہم مجاز ہیں کہ دوسری کو پہلی کا ناسخ قرار دیں کیونکہ اصل شے اقرار باللسان ہے۔ مگر مجبوری کی حالت میں انکار باللسان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مع اطمینان القلب بالایمان ہی اُس کا بدل ہو کر آگیا نقیض نہیں کیونکہ حیثیتیں مختلف اور ناسخ و منسوخ اصطلاحی تبھی وقوع میں آسکتا تھا جبکہ دونو آیات میں کوئی جمع کی صورت ہی نہ پائی جاتی ہو (کما سیأتی) اسی طرح قرآن کریم میں وضو کو نماز کے لئے شرط قرار دیا گیا ہے۔ لیکن ایک مسافر بیچارہ پانی سے محروم ہے۔ اور نہ اُسکے دستیاب ہونے کی کوئی صورت بھی نظر نہیں آتی تو کیا کرے؟ آیا نماز نہ پڑھے؟ ہرگز نہیں وہ تیمّم کر کے نماز ادا کرلے اب دیکھئے نماز کیلئے تو وضو شرط تھا اور مسافر بغیر وضو کیئے نماز ادا کر سکتا ہے۔ اور اپنے مولیٰ کے دربار میں حاضر ہو سکتا ہے کیونکہ تیمّم اُس کے لئے وضو کا قائم مقام ہے۔ پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ حکم تیمّم۔ حکم وضو کا ناسخ ہے یعنی اس حالت میں کہ اسکے پاس پانی ہے۔ یا اُسکے حصول کی کوئی سبیل مدِ نظر ہے۔ اُسے باوضو نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ مگر جس حالت میں کہ وہ معذوری کے دائرہ سے نہیں نکل سکتا تو اُس کے لئے وضو کی بجائے تیمّم ہی کافی ہے اور اُسکے لئے یہی حکم ہے کہ وہ تیمّم کر کے نماز پڑھے۔ پس ایک حالت میں وضو ضروری تھا تو دوسری حالت میں تیمّم۔ جو اُس کا قائم مقام ہے اب ہمیں لُغت اجازت دیتی ہے۔ کہ ہم حکم تیمّم کو حکم وضو کا ناسخ ٹھیرا دیں مگر ناسخ و منسوخ اصطلاحی کو یہیں راہ نہیں کیونکہ اس میں یہ قطعاً مدِ نظر نہیں ہوتا کہ پہلا حکم اصل ہے۔ اور دوسرا قائم مقام مگر یہاں وہی اصول مفید پڑ رہا ہے۔ پس یہ بھی ایک ناسخ و منسوخ ہے۔ مگر لغوی جو جائز ہے نہ کہ اصطلاحی جو اجتماع نقیضین کا توأم ہے یہ وہ معنی ہیں جسے بڑے بڑے علماء نے تسلیم کیا ہے۔ دیکھئے تفسیر القرآن مولانا محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ و مولوی محمد علی صاحب اور مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی اور سر سید احمد صاحب علیگڈھی وغیرہم اس سے بڑھ کر خدا کے پیارے مسیح نے اپنی ایک تصنیف لطیف میں یوں تحریر فرمایا ہے ”مضمون پڑھنے والے نے ایک اور نشانی الہامی کتاب کی یہ پیش کی ہے۔ کہ اس میں اختلاف نہ ہو ہم اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ واقعی یہ نشانی الہامی کتاب کے لئے ضروری ہے کیونکہ اگر بیان میں تناقض پایا جاوے اور قواعد مقررہ منطق کی رُو سے درحقیقت وہ تناقض ہو تو ایسا بیان اُس عالم الغیب ہستی کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا جسکی ذات غلطی اور نقص اور خطا سے پاک ہے۔ کیونکہ تناقض سے لازم آتا ہے کہ دو متناقض باتوں میں سے ایک جھوٹی ہو یا غلط ہو اور اس دونو قسم کی منقصت سے خدا کی شان بلند و برتر ہے۔ لیکن بعض نادان اپنی کوتہ اندیشی اور حماقت سے ایسے امور میں بھی تناقض سمجھ لیتے ہیں جنکو درحقیقت تناقض سے کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا۔ مثلاً یہ کہنا کہ زید مُردہ ہے یعنی باعتبار روحانی حیات کے اور یہ کہنا کہ زید زندہ ہے یعنی باعتبار جسمانی حیات کے ان دونو فقروں میں کچھ اختلاف اور تناقض نہیں کیونکہ اعتبار الگ الگ ہیں ایسا ہی کہنا کہ زید جو خالد کا بیٹا ہے۔ بہت شریر آدمی ہے اور یہ کہنا کہ زید جو ولید کا بیٹا ہے بہت نیک اور بھلا مانس آدمی ہے۔ اس میں بھی کچھ اختلاف اور تناقض نہیں۔ کیونکہ موضوع یعنی وہ لوگ جن کے حالات کا بیان ہے۔ وہ الگ الگ ہیں۔ ایسا ہی یہ کہنا کہ زید صبح کے وقت جنگل میں تھا اور یہ کہنا کہ زید شام کے وقت گھر میں تھا ان دونو فقروں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کچھ تناقض اور اختلاف نہیں کیونکہ اوقات الگ الگ ہیں۔ اور ایسا ہی کہنا کہ زید بغداد میں کبھی نہیں گیا اور یہ کہنا کہ زید دمشق میں گیا تھا۔ ان دونو فقروں میں کوئی تناقض اور اختلاف نہیں کیونکہ مکان الگ الگ ہیں اور یہ کہنا کہ زید کو میں دو روپیہ اُجرت دونگا بشرطیکہ سارا دن میرا کام کرے اور یہ کہنا کہ زید کو میں صرف آٹھ آنہ اُجرت دونگا بشرطیکہ صرف ایک پہر میرا کام کرے۔ ان دونو فقروں میں بھی کوئی تناقض اور اختلاف نہیں کیونکہ شرطیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ غرض جب تک ان تمام امور متذکرہ بالا میں وحدت نہ پائی جاوے اور ہر ایک قسم کی زمانی اور مکانی تفریق سے دو بیان خالی نہ ہوں تب تک نہیں کہا جائیگا کہ وہ دونو بیان متناقض ہیں" چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۵۔ پس حالات اور حیثیات کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔ اگر حالات اور حیثیات ہی مختلف ہیں تو پھر اختلاف کیسا؟ حضور پُر نور مسیح موعودؑ نے اسے نہایت وضاحت سے بیان فرمادیا ہے۔ متذکرہ بالا دو مثالوں پر بھی غور کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے آپس میں حالات مختلف ہیں اس لئے انہیں متناقض قرار دینا گویا گویا اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ اسی واسطے ان میں ناسخ و منسوخ اصطلاحی کا قطعاً دخل نہیں۔ کیونکہ اس میں تو تناقض حقیقی کا وقوع لابدی ہے۔ (کما سیأتی) پس نسخ کے معنی یہ ہوئے کہ اگر آزادی میں وضو کا حکم ہے۔ تو اسکے خلاف مجبوری کی حالت میں تیمم کا جو اس دوسری حالت کے مطابق پہلے اصل (یعنی وضو) کے بدلہ میں ہوا ہے۔ اس طرح حکم تیمم۔ حکم وضو کے لئے ناسخ ہوا مگر نہ نسخ بمعنی ابطال کیونکہ دونو اپنے اپنے مقام پر قائم ہیں۔ اور نسخ مصطلح میں مقدم کا بذریعہ متأخر بطلان لازم آتا ہے۔ اور یہ یہاں پر ناجائز ہے۔ پس اس طرح قائلین نسخ اصطلاحی کی آرزو بھی پوری ہوگئی اور ساتھ ہی انکا رد بھی ہوگیا۔

ہفتم۔ یہ وہ معنی ہیں جو سب سے اعلیٰ اور اصح ہیں یعنی آیت زیر بحث میں لفظ آیت ضروری نہیں کہ صرف آیت قرآنی کے لئے ہی استعمال ہو کیونکہ آیت کے معنی دلیل اور نشان کے بھی ہوتے ہیں۔ دیکھئے فأتِ بِآيَةٍ ان كنتَ من الصادقين اگر تُو سچا ہے تو کوئی نشان لا (سورہ شعراء ع) پھر اللہ کے کل نبی آیات ہوتے ہیں اور نہ صرف انسان بلکہ حیوان اور بے جان چیزیں بھی آیات قرار دیگئی ہیں چنانچہ قرآن شریف میں ہے لقد كان في يوسف واخوته آيات للسائلين (سورہ یوسف ع) پس اس آیت میں اللہ نے حضرت یوسف اور آپکے بھائیوں کو آیات قرار دیا۔ پھر فرمایا۔ ام حسبت ان اصحٰبَ الكهف والرقيم كانوا من آياتنا عجباً (سورہ کہف ع) اس میں اصحاب کہف و رقیم کو آیات قرار دیا ہے اور یہیں تک ہی نہیں بلکہ کفار کو بھی آیات قرار دیا جاتا ہے۔ گو بُری آیت ہی ہوں چنانچہ فرمان الٰہی صادر ہوتا ہے وقوم نوحٍ لما كذّبوا الرسل اغرقناهم وجعلنٰهم للناس آيةً واعتدنا للظّٰلمين عذاباً اليماً دیکھو سورہ فرقان ع اسی طرح ایک جگہ فرعون ملعون کو بھی آیت قرار دیا ہے۔ فرمایا اليوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ننجّیك ببدنك لتكون لمن خلفك اٰیة سورہ یونس ع۹ دیکھو۔ اور فرمان ومن اٰیاتہ ان خلقکم من تراب سے سب دنیا کے لوگوں کو آیت قرار دیدیا۔ پھر جانوروں کو بھی آیت کہا چنانچہ حضرت صالحؑ کی اونٹنی کی بابت آیا ہے۔ ھٰذہٖ ناقۃ اللہ لکم اٰیۃ فذروھا تأکل فی ارض اللہ ولا تمسوھا بسوء فیأخذکم عذاب الیم سورہ اعراف ع۱۰ پھر اس سے بڑھکر زمین و آسمان کو بھی آیت قرار دیا ہے۔ سُنئے ان فی السمٰوات والارض لاٰیات المؤمنین دیکھئے (سورہ جاثیہ ع۱) پھر اُس سے بھی بڑھ کر دن اور رات کو آیت قرار دیا ہے۔ وجعلنا اللیل والنھار اٰیتین فمحونا اٰیۃ اللیل وجعلنا اٰیۃ النھار (بنی اسرائیل ع۲) پس لفظ اٰیۃ اتنا وسیع المفہوم ہے۔ کہ اسکو صرف ایک مفہوم تک محدود رکھنا خلاف عقل ہے۔ جب یہ ثابت ہوگیا تو اب ہم کہتے ہیں کہ اس آیت شریفہ میں آیت سے مراد قوم اور شریعت ہے۔ کیونکہ یہ بھی اللہ کا ایک زبردست نشان ہوتی ہے۔ وجہ یہ کہ قریباً تمام مفسرین بالاتفاق اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ آیت اُسوقت نازل ہوئی جبکہ یہود کا حسد و کینہ حد سے بڑھ گیا تھا ان کے دلوں میں آگ لگی ہوئی تھی اب جیسا کہ پہلے ثابت کیا جاچکا ہے۔ اسکی وجہ مسئلہ ناسخ و منسوخ تو بنا.... کیونکہ اوّل تو وہ لوگ خود مسلمانوں کے دوش بدوش جارہے تھے یعنی اسکے معتقد تھے۔ دوم اُنہیں تو خوشی ہونی چاہیئے تھی کیونکہ اختلاف و تناقض تو بطلان کا ثبوت ہوتا ہے۔ کہ دیکھو اگر یہ احکام واقعی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتے تو دوسرے دن انکے صریح نقیض اور خلاف دوسرے احکام کس طرح نازل ہوسکتے تھے۔ پس وہ چیز جو انکی بیقراری اور بے چینی کا سبب بن رہی تھی وہ اسکے سوا اور کوئی نہ تھی کہ قرآن کریم کے ذریعہ تورات کے بعض احکام کا خاتمہ ہورہا تھا اور چونکہ یہود لوگ یہ بات تصور میں بھی نہ لاسکتے تھے کہ تورات سے افضل یا اُسکے بعض احکام کو منسوخ کرنیوالی کوئی اور کتاب بھی نازل ہوگی یا غیر بنی اسرائیل میں سے کوئی نبی پیدا ہوگا چہ جائیکہ اُس سے افضل بھی ہو اس لئے جوں جوں احکام قرآنیہ کا نزول ہوتا اور احکام تورات کا خاتمہ اور جوں جوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے نشانات ظاہر ہوتے۔ توں توں ان کے دل کباب ہوتے اور وہ کہتے کہ غیر بنی اسرائیل میں سے نبی کیسے آسکتا ہے۔ اور پھر موسیٰؑ سے افضل۔ اور غیر بنی اسرائیل میں کوئی کتاب الٰہی کیونکر نازل ہوسکتی ہے۔ اور پھر تورات کی ناسخ اور اُس سے افضل۔ تو خدا تعالیٰ نے ان کی اس بات کی خوب زور سے تردید کی اور فرمایا کہ تمہارا یہ خیال کہ الہام الٰہی کے لئے قوم بنی اسرائیل ہی مخصوص ہے۔ یا تورات کے کسی حکم کو منسوخ کرنے والی اور اُس سے بہتر کوئی کتاب نازل نہیں ہوسکتی قطعاً غلط ہے۔ اللہ رب العالمین اور ذو الفضل العظیم ہے جسکو چاہے اپنی نعمتوں کا وارث بنادے کسی کا حق نہیں کہ اُس ذات پاک پر اعتراض کرے اور اُسکو مورد عتاب بناوے کیونکہ وہ مالک ہے۔ جو چاہے کرے اسکی صفت فعال لما یرید ہے۔ پس خدا نے قوم بنی اسرائیل کو رد کردیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اپنے فضلوں سے محروم - اور ان سے بڑھ کر ایک اور قوم پر نظر رحمت کی اور اسے منتخب فرمایا جس سے کہ سید ولد آدم فخر الاولین والآخرین محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پیدا ہوئے اور تورات کی بجائے ایک اور کتاب نازل فرمائی جو اُس سے بہتر تھی - میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ قرآن کریم نے تورات کے ہر ایک حکم کو منسوخ کردیا (جیسا کہ اوپر سے بھی ظاہر ہے) بلکہ میرا مقصد صرف اتنا ہے - کہ جو احکام منسوخ ہونیکے قابل تھے اور زمانہ انکے انسداد کا مقتضی تھا وہ منسوخ ہوئے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ "اصل بات یہ ہے - کہ کتب سابقہ کے بیانات تین قسم کے ہیں ایک تو وہ باتیں جو واجب التصدیق ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ کی توحید - ملائک کا ذکر اور بہشت و دوزخ کے وجود کی نسبت بیان اگر انکا انکار کریں تو ایمان جاتا ہے - دوسری وہ باتیں جو رد کرنے کے لائق ہیں جیسا کہ وہ امور جو قرآن کریم کے خلاف ہیں - تیسری قسم کی وہ باتیں جو قرآن شریف میں اگرچہ انکا ذکر مفصّل نہیں مگر وہ باتیں قرآن شریف کے مخالف نہیں بلکہ اگر غور سے کام لیا جاوے تو بالکل قرآن شریف کے مطابق ہیں - (یہ بھی قابل قبول ہیں)" چشمۂ معرفت صفحہ ۲۶۷ حاشیہ - پس ما ننسخ من اٰیۃ میں آیت سے مراد قوم بنی اسرائیل اور شریعت موسویہ ہے - پس معنے واضح ہیں یہی معنی ہیں جسکو حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پسند فرمایا ہے - فرمایا "ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نأت بخیرٍ منھا او مثلھا الم تعلم ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر یہاں آیت کا لفظ ایک وسیع لفظ ہے - انسانوں پر بھی بولا جاتا ہے - دیکھو اللہ ایک ویران بستی پر گذرنے والے کو مخاطب کرکے فرماتا ہے - ولنجعلک اٰیۃ للنّاس یہاں اس گذرنے والے کو آیت فرمایا جو لوگ دنیا میں مامور ہو کر آتے ہیں وہ بھی اٰیۃ اللہ ہوتے ہیں اور انکا اس دنیا سے کوچ کر جانا انکے اس وجود کا نسخ ہوتا ہے - لیکن ایک زمانہ ایسا بھی آتا ہے - کہ بعض آیات بھول بھی جاتی ہیں لیکن رحمتِ الٰہیہ نأتِ بخیرٍ منھا او مثلھا سے اس کا تدارک کرتی ہے - ..... اور نسخ کے ایسے وسیع معنے لینے میں سیّد عبد القادر جیلانی جیسے بزرگ ہمارے ساتھ ہیں" دیکھو ریویو آف ریلیجنز جلد ۷ نمبر ۶ و ۷ ماہ جون و جولائی ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۷۳

ہشتم - اب رہی دوسری آیت اگر بغور ملاحظہ کیا جائے تو اُسکے بھی یہی معنی ہیں کہ جب کوئی حکم شریعت موسویہ کا بتقاضائے حالات بدل دیا جاتا یا اُن کے کسی رسم و رواج کو اُڑا کر کسی نئے نیک طریق کی ہدایت کیجاتی تو جھٹ یہ لوگ کہنے لگ جاتے کہ تو جھوٹا اور مفتری ہے - یہ شریعت اور راہ و رسم تو کبھی بدلنے کے نہیں - تو انکے خلاف کس طرح تبلیغ کرتا ہے - تو خدا تعالیٰ نے انکا رد کردیا اور فرمایا کہ اللہ علیم و خبیر جس چیز کو نازل فرماتا ہے - خوب جانتا ہے - کہ یہ حکم اس حال کے مناسب تھا اور وہ حکم اس زمانہ کے مقتضا کے خلاف - پس اس آیت کو بھی نسخ فی القرآن سے کوئی واسطہ نہیں ؀

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بحث نسخ از روئے احادیث

ان دو آیات کی تفسیر صحیح اور چند معارضات کے بیان کرنیکے بعد اب میں احادیث کی طرف آتا ہوں:۔ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ قرآن کریم میں نسخ اصطلاحی کا کچھ دخل ہے۔ بلکہ صورتِ حالات اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ علماء نے جو آیاتِ منسوخہ کو اقسام ثلٰثہ میں منقسم قرار دیا ہے۔ ان کے پاس قیاس کے سوا اس کا کوئی ثبوت نہیں چنانچہ جب انہوں نے دیکھا کہ ایک روایت میں جو عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے۔ رجم کا حکم ہے۔ اور وہ قرآن مجید میں موجود نہیں تو قیاس کیا کہ اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی ہوگی اور حکم ثابت رہا ہوگا تو یہ ایک قسم منسوخ التلاوۃ و ثابت الحکم قائم ہوگئی پھر ایک دوسری روایت ملی جو ابن عمر اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما تک پہنچتی تھی اور اس میں ایک آیت کے متعلق لفظ نسخ (گو وہ اصطلاحی نہ تھا) پایا جاتا تھا تو اپنی طرف سے خیال کر لیا کہ اُس کی تلاوت تو منسوخ نہیں کیونکہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ مگر چونکہ ابن عمر اور سلمہ بن اکوع اس آیت کو منسوخ کہہ رہے ہیں اس لئے شائد اُس کا حکم منسوخ ہوگیا ہوگا بس دوسری قسم ثابت التلاوت و منسوخ الحکم کی قائم ہوگئی مگر جب ان سے بڑھکر بعض ایسی روایات نظر سے گذریں جو نہ قرآن میں ملتی ہیں اور نہ ہی ان کا حکم جاری ہے۔ تو کہدیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ منسوخ التلاوۃ والحکم کلیھا ہیں حالانکہ سب سے بڑی شرط جو نسخ کے لئے عقلاً بہت ضروری ہے۔ یہی ہے۔ کہ مولا کریم خود اطلاع دیوے اور صراحتہً اطلاع دیوے۔ کہ فلاں حکم منسوخ کیا گیا ہے۔ اب اسکی تلاوت و تعمیل سے کوئی فائدہ نہیں یا فلاں آیت پر عمل کرنیکی کوئی ضرورت نہیں یوں تلاوت کر لیا کرو یا فلاں آیت کی تلاوت منسوخ ہے۔ وے حکم جاری۔ مگر منبع فیض و کرم نے اپنے بندوں کو اس کی خبر نہ کی اور یہی نہیں بلکہ وہ ذات جو ہمارے لئے مجسم رحمۃ و ہمدردی۔ شفقت و مہربانی ہو کر آئے اور جسے عالمین کی ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور کر کے بھیجا گیا اُسکو بھی خبر تک نہ ہوئی اگر ہوئی تو وہ اپنے پیارے صحابہؓ کو جن کے لئے کہ اس نے صدہا مصائب کو برداشت کیا اس سے محض ناآشنا چھوڑ گیا قیاس اسے رد کرتا ہے۔ اور عقل اسے دھکے دیتی ہے۔ پس ان کے نسخ کی بنیاد (جیسا کہ میں ص۲۳ پر بھی تحریر کر چکا ہوں) محض قیاس ہے۔ چنانچہ انکا خود ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔ جو اسکا شاہد ناطق ہے۔ وہ یہ کہ اگر دو آیتیں ایک دوسرے کی نقیض اور مخالف معلوم ہوں تو پہلے پہل جہاں تک ہو سکے اُنہیں جمع کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے اور اگر جمع و تطابق بین الآیتین کی کوئی صورت نظر نہ آوے تو پھر یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ ان میں سے (بلحاظ نزول) متقدّم کون ہے۔ اور متأخر کون؟ اگر تقدّم و تأخّر کا علم ہو جائے تو متقدّم منسوخ اور متأخّر ناسخ کہلائیگی ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔ ۔۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ اور اگر تقدّم و تأخّر کا بھی پتہ نہ چلے تو توقف کا حکم ہے۔ یعنی نہ مردود اور نہ قابل عمل (دیکھو زرقانی شرح مؤطا) حالانکہ جب وہ قابل عمل نہ ہوئی تو مردود خود ٹھیری۔ اللہ! آیات اللہ پر کیسا ظلم ہے۔ پس ان کے ہاتھ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوائے قیاس کے اور کچھ نہیں اور اعجوبہ یہ ہے۔ کہ انہی میں سے کئی ایک بزرگ نسخ قیاسی کے سخت ترین مخالف ثابت ہوئے ہیں چنانچہ صاحب دراسات اللبیب نے ایک مستقل رسالہ نسخ اجتہادی کے ردّ میں تصنیف کیا ہے اور پھر لکھا ہے ولا یعتمد فی النسخ قول عوام المفسرین ولا اجتہاد المجتہدین یعنی نسخ کے بارے میں عام مفسّرین کا قول اور مجتہدین کا اجتہاد قابل اعتماد نہیں دیکھو تفسیر اتقان علامہ جلال الدین سیوطی پھر لکھا ہے۔ تصریح باید در لفظ ناسخ بچیزیکہ دلالت میکند بر نسخ کہ ناسخ کے لفظ میں نسخ کی تصریح ہوتی ضروری ہے (دیکھو افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ) پھر لکھا ہے۔ "منسوخ شرعی باشد نہ عقلی" (کتاب مذکور) اور واقعی بات بھی صحیح ہے۔ کہ کلام اللہ سے قیاس کا کیا تعلق ع چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک ؏

مَیں قائلین نسخ اصطلاحی کو کہتا ہوں کہ ذرا غور کرو کہ اگر ایک شخص جسے عقل خداداد سے حصّۂ وافر حاصل ہو قرآن کریم کے نصف یا اُس سے زیادہ کو ناسخ و منسوخ قرار دیکر متروک العمل قرار دیدے تو کیا تم اُس کے کہنے پر نصف کلام اللہ کو متروک العمل قرار دیکر لغو اور بے معنی عبارت قرار دیدو گے ہرگز نہیں ہرگز نہیں تو کیوں کر ہم تمہارے قیاس محض پر بھروسہ کرتے ہوئے ایک بیشتر حصّۂ قرآن کو خالی از فائدہ قرار دیدیں اُف! یہ مسئلہ ایک مومن کے جگر کو پاش پاش کر دینے والا ہے۔ بشرطیکہ وہ اس منظر کو اس کی صورتِ حقیقت میں دیکھے ؏

مجھے کتب کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہُوا ہے۔ کہ گویا متأخرین آہستہ آہستہ اس مسئلہ سے کنارہ کشی کرتے چلے آرہے تھے کیونکہ اُنہیں خود محسوس ہو رہا تھا کہ اس عقیدہ کی بنیاد ہی خام ہے۔ چنانچہ شروع شروع میں تو پانچسو آیات کو منسوخ قرار دیا گیا اُس کے بعد زیادہ غور کرنے سے معلوم ہُوا کہ یہ تعداد بہت زیادہ تھی دراصل تعداد منسوخ شدہ آیات کی صرف چھیاسٹھ "۶۶" ہے قالہ ابن خزیمہ پھر اُس سے بھی ترقی ہو کر اصل تعداد اکیس ٹھیری۔ قالہ ابن العربی و ابن جوزی و جلال الدین سیوطی اُس سے بھی ترقی ہوئی تو دس سے کم آیات کو منسوخ قرار دیا گیا۔ قالہ ابن القیم آخر اقل تعداد پانچ پر آٹھیری قالہ شاہ ولی اللہ فی فوز الکبیر پس جوں جوں زمانہ ترقی کرتا چلا آرہا تھا اور عقل تیز ہوتی جارہی تھی توں توں ناسخ و منسوخ کی جڑوں پر بھی پانی پھر رہا تھا اور اسکی بیخکنی ہو رہی تھی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ ایک آیت بھی منسوخ نہیں مانی جاتی۔ قالہ المسیح الموعود و جماعۃ د کثیر من اہل العلم فی ہذا الزمن۔ کیونکہ نسخ کی بنیاد تناقض تھا جب تناقض دُور ہو گیا تو ساتھ ہی نسخ کا جھگڑا بھی ختم ہو گیا۔

اور اب (جس طرح کہ پہلے علماء نے اس کے شائع کرنے میں جہد جہید سے کام لیا تھا) علماء متأخرین نے۔۔۔۔ اس کے نیست و نابود کرنے اور اُسے ناچیز ٹھیراتے میں نہایت کوشش سے کام لیا چنانچہ مسیح موعودؑ کا ایک حوالہ پیش کر چکا ہوں (دیکھو چشمۂ معرفت صفحہ ۱۸۱) دوسرا حوالہ مباحثہ لدھیانہ صفحہ ۹۵ میں ہے۔ حضورؑ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اوّل حافظ و حاجی و حکیم مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتب میں اسکی خوب زور سے تردید فرمائی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چنانچہ آپ اپنی کتاب "نورالدین" کے صفحہ ۲۳۱ پر فرماتے ہیں " اور نسخ بمعنی ابطال حکم بھی قرآن کریم میں قطعاً نہیں کیا معنی؟ قرآن کریم میں کوئی ایسا حکم موجود نہیں جسپر کسی زمانہ میں تو ہم کو عملدرآمد کرنا ضرور تھا اور اب اسپر عملدرآمد کسی طرح جائز نہ ہو بلکہ قطعاً ممنوع ہو" پھر فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب جلد ۲ صفحہ ۱۷۵ پر فرماتے ہیں " عیسائیوں اور مسلمانوں میں اس جھگڑے (نسخ) کو سُنکر بڑا تعجب آتا ہے۔ اگر مباحثہ میں تھوڑا سا انصاف بھی مدِّ نظر ہوتا تو یہ قضیہ جلد طے ہو جاتا کیونکہ پادری صاحبان اور ان سے سُنکر یہود اور آریہ یہ کہتے ہیں کہ نسخ کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ کوئی حکم کسی وقت دیا گیا یا کوئی کام کیا گیا پھر اسمیں دوسرے وقت نقص معلوم ہُوا یا پہلے حکم یا کام سے دوسرا کوئی حکم یا کام سمجھ میں آیا تو پہلے حکم کو اُٹھا کر دوسرا حکم جاری کر دیا یا پہلے کام کو ترک کر کے دوسرا کام شروع کر دیا نسخ کے ان معنی سے خداوند تعالیٰ کے کمالِ علمی اور تقدس میں نقص ثابت ہوتا ہے۔ اور ایسا اعتقاد کفر ہے۔ اے برادرانِ اسلام! ان معترض صاحبوں کی خدمت میں عرض کر دو کہ اسلامی شریعت میں ہم ایسے نسخ کے قائل نہیں اور جن اعتقادات سے ذاتِ پاک میں نقص لازم آوے اُن کو ہم لوگ کفر یقین کرتے ہیں" انتہیٰ کلامہ۔ پھر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب خلافت راشدہ حصہ دوم میں تحریر فرمایا ہے۔ "قرآنِ متین اور کتاب حکیم میں تناقض سمجھنا یا تناقض اور اختلاف کے پیدا کرنیکی کوشش کرنا پرلے درجہ کے جاہل اور کودن کا کام ہے" صفحہ ۱۰۷ پس جب تناقض ہی نہ ہُوا تو ناسخ و منسوخ کیسا؟ حضرت مولانا محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ فرماتے ہیں " لیکن مفسرین کی اس (نسخ کی) تفسیر کے ساتھ ہم اتفاق نہیں رکھتے" تفسیر القرآن پارہ اوّل صفحہ ۲۴۸ اور جماعت احمدیہ کے تمام مشاہیر علماء کا یہی عقیدہ ہے۔ دیکھئے پارہ اوّل شائع شدہ علمائے جماعت احمدیہ زیر نگرانی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز صفحہ ۱ (فوائد متعلقہ صفحہ ۲۹) اسی طرح سر سیّد صاحب۔ مرزا حیرت دہلوی۔ مولوی عبداللہ چکڑالوی وغیرہم +

صحابہ رضی اللہ عنہم کے نسخ کی حقیقت

بھی سُن لیجئے۔ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ صحابہ و تابعین لفظ نسخ کو اُسکے لغوی معانی میں استعمال کیا کرتے تھے نہ کہ نسخ مصطلح کے معنوں میں۔ اور اسکے ثبوت کیلئے ہمارے پاس کئی قطعی شواہد موجود ہیں۔ چنانچہ اوّل انہیں سے یہ ہے۔ کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مفسّر و محدّث دہلوی اپنی ایک کتاب میں فرماتے ہیں "آنچہ از استقراء کلام صحابہ و تابعین معلوم میشود آنست کہ ایشاں نسخ را استعمال مے کردند بازائے معنی لغوی کہ ازالۃ چیزے است بچیزے نہ بازائے مصطلح اصولیاں پس معنے نسخ نزدیک ایشاں بعض اوصاف آیتے بآیت دیگر۔ خواہ انتہائے مدّت عمل باشد یا صرف کلام از معنئ متبادر بغیر متبادر یا بیان اتفاقی بودن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قیدی یا تخصیص عامی یا بیان فارق در بیان منصوص و آنچہ مقیس بر آنست ظاہرا۔ یا ازالہ عادت جاہلیت یا شریعتِ سابقہ باب نسخ نزدیک ایشاں بابِ وسیع است۔" دیکھو فوز الکبیر صفحہ ۱۷ و ۱۸ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور۔ آپ فرماتے ہیں کہ استقراء کلام صحابہؓ اور تابعین سے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ وہ لوگ لفظ نسخ کو اس کے لغوی معنوں میں استعمال کرتے تھے یعنی کسی کو دوسرے کے ذریعہ دُور کر دینا نہ اصولیوں کی اصطلاح کے مطابق پس اُن (صحابہ اور تابعین) کے نزدیک نسخ کے معنی ایک آیت کا دوسری آیت کے بعض اوصاف کو دُور کرنے کے ہیں خواہ عمل کی انتہائی مدّت ہو۔ یا محض معنیٔ متبادر کو معنیٔ غیر متبادر کے ذریعہ دُور کر دینا .... یا ازالۂ عادت جاہلیت یا شریعت سابقہ کو منسوخ کرنا پس نسخ کا دروازہ ان کے نزدیک بہت وسیع ہے۔" پس اس عبارت سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ صحابہؓ نسخ کو ان معنوں میں ہرگز ہرگز استعمال نہ کرتے تھے جن معنوں میں اُسے آجکل استعمال کیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک تو معنیٔ متبادر کو غیر متبادر معنی کے ذریعے دُور کرنا یا جاہلیت کے کسی رسم و رواج کو دُور کرنا یا کسی پہلی شریعت کے کسی حکم کا دُور کرنا بھی نسخ کہلاتا تھا کیونکہ وہ اسے لُغوی معنوں میں جو فقط ازالہ چیزے بچیزے دیگر کے ہیں استعمال کرتے تھے مگر اصطلاح نسخِ مذکور کو انکی طرف منسوب کرنا بالکل بے ثبوت امر ہے صحابہؓ کی روایات میں جہاں کہیں بھی لفظ نسخ آیا ہے غور کر کے دیکھ لو وہاں ضرور وہ لغوی معنوں میں ہی استعمال ہُوا ہوگا پھر ابن تیمیہ اپنی کتاب الفرقان کے صفحہ ۳۰ و ۳۱ پر فرماتے ہیں "فالنسخ عندہم اسم عام لکل ما یرفع دلالۃ الآیۃ علٰی معنیً باطلٍ وان کان ذٰلک المعنی لم یرد بھا وان کان لا یدل علیہ ظاہر الآیۃ بل .... وقد فہم منہا قوم فیسمّون ما رفع ذٰلک الابہام والافہام نسخًا" یعنی اسم نسخ ان کے نزدیک عام ہے جب بعض آیات نازل ہوتیں تو ان سے وہ لوگ ایک ایسا مفہوم اور معنے سمجھ لیتے جو در حقیقت اُس آیت سے مراد نہ ہوتے اور فی ذاتہ وہ باطل بھی ہوتے اب جب اُسکے مفہوم حقیقی کے متعلق کوئی اور آیت بطور مفسّر کے نازل ہوتی اور اسکے اصلی مفہوم کو واضح کر کے انکے غلط اور متبادر مفہوم کو دُور کرتی تو وہ دوسری آیت کو پہلی کیلئے ناسخ قرار دیدیتے گویا اُس نے ان کے اس غلط مفہوم کا ازالہ کیا تو ناسخ کہلائی حالانکہ (مصطلحہ منسوخ شدہ آیات کی طرح) نہ دوسری نے اُس سے پہلی کو بیکار۔ لغو اور متروک العمل ٹھیرایا اور نہ ہی پہلی ان کے نزدیک متروک العمل ہوئی مثلاً قرآن مجید میں آیا ہے۔ والمطلّقات یتربصن بانفسہن ثلاثۃ قروء کہ مطلقہ عورتوں کی عدّت تین حیض ہے۔ اور دوسری آیت نازل ہوئی والذین یتوفون منکم و یذرون ازواجًا یتربصن بانفسہن اربعۃ اشہرٍ و عشرًا یعنی جو عورتیں بیوہ ہو جاویں انکی عدت چار ماہ دس دن ہے پھر تیسری آیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نازل ہوئی واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن کہ عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔ اب ظاہر ہے کہ پہلی دو آیات کے ساتھ جب تک اس تیسری آیت کو نہ ملایا جاوے تب تک ان سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مطلقہ عورت خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ اس کی عدت تین حیض ہے۔ اور بیوہ عورت خواہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔ لیکن جب تیسری آیت کو ان پہلی دو آیتوں کے ساتھ ملایا تو اُن کا یہ مطلب نکل آیا کہ مطلقہ اور بیوہ کی مذکورہ بالا عدت اُسوقت ہے۔ جبکہ وہ اولات احمال میں داخل نہ ہوں اگر کوئی عورت حاملہ پائی جائے تو اسکی عدت وضع حمل ہی ہے۔ اگر وضع حمل دوسرے دن ہو گیا تو اُس کی عدت ختم۔ اور اگر سات آٹھ ماہ تک اس کا وضع نہ ہو تو اُس (حاملہ) کی عدت سات آٹھ ماہ تک ختم ہو گی۔ اب صحابہ و تابعین کی اصطلاح کے مطابق ہمیں اجازت ہے۔ کہ ہم اُس تیسری آیت کو پہلی دو مذکورہ بالا آیتوں کیلئے ناسخ قرار دیویں حالانکہ اصطلاح مفسرین کی رُو سے ان میں نسخ ہے ہی نہیں۔ پھر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں زیر آیت ما ننسخ الآیہ لکھا ہے "فان المتقدمین یطلقون لفظ النسخ علیہ (علی التخصیص) کثیراً" یعنی متقدمین علی العموم نسخ تخصیص پر اطلاق کرتے ہیں۔ پھر صاحب اتقان علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر اتقان میں فرماتے ہیں "نسخ ما کان شرعاً لمن قبلنا او کان امر بہ امراً جملیا وانما یسمّٰی ھذا نسخاً تجوّزاً" یعنی شریعت سابقہ کے حکم کے ازالہ پر نسخ کا اطلاق (اگرچہ صحابہ و تابعین کا یہی حقیقی نسخ ہے) علی طریق التجوز ہوتا ہے۔ پھر یہی نہیں بلکہ خود مفسرین کی بعض تحاریر سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اسی کو صحیح مانتے ہیں چنانچہ صاحب بحر محیط آیت زیر بحث کی ذیل میں یوں رقمطراز ہے۔ ما ننسخ من آیۃ سبب نزولھا فیما ذکروا ان الیھود لما حسدوا المسلمین فی التوجہ الی الکعبۃ وطعنوا فی الاسلام قالوا ان محمداً یامر اصحابہ یامرہ الیوم وینھاھم عنہ غداً ویقول الیوم قولاً ویرجع عنہ غداً ماھذا القرآن الامن عند محمدؐ وانہ یناقض بعضہ بعضاً" کہ جب قبلہ تبدیل ہوا تو یہودیوں نے طعنہ دیا کہ قرآن کریم کا ایک قول دوسرے کے متناقض ہے حالانکہ کسی جگہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا اور نہ کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ قرآن کریم میں پہلے بیت المقدس کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم تھا جب نفس الامری یہ بات ہے۔ تو اب تبدیلئ قبلہ کا طعنہ دینے پر خدا تعالےٰ کا لفظ نسخ کو استعمال فرمانا خود بتاتا ہے۔ کہ اس سے مراد محض نسخ حکم شریعت سابقہ ہے۔ نہ کہ کوئی اصطلاحی نسخ ورنہ اس کے خلاف مدعی کا پہلا فرض یہ ہے۔ کہ وہ ایسی آیت کا نزول ثابت کر دکھلائے جس میں توجہ الی البیت المقدس کا حکم ہوا ہو اور بعد میں امر توجہ الی الکعبہ سے منسوخ ہو گئی ہو۔ پس خدا تعالیٰ کا تحویل قبلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے طعنہ کو بذریعہ لفظ نسخ رد کرنا بتاتا ہے۔ کہ نسخ سے مراد نسخ حکم شریعت سابقہ ہے فقط چنانچہ اسی مفہوم اعم کو مدِ نظر رکھتے ہوئے علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں "اول ما نسخ فی القرآن نسخ القبلۃ" حالانکہ قرآن کریم میں اسکے خلاف کسی آیت کا نزول ہی نہ ہوا تھا (اتقان) پس معلوم ہوا کہ متقدمین کے نزدیک لفظ نسخ ایک عام مفہوم پر مشتمل تھا جس کو متاخرین بھی تسلیم کرتے ہیں اور اگر انہوں نے کبھی لفظ نسخ کو استعمال بھی کیا ہے۔ تو فقط ان عام معنوں میں ؛

نصوص صریحہ قرآنیہ سے ابطال

پھر ان دلائل کے علاوہ نصوص صریحہ قرآنیہ اس عقیدہ کے خلاف آواز اٹھا رہی ہیں دیکھو خدا تعالےٰ کافروں کو کس معیار کے ذریعہ قرآن مجید کی صداقت کے پرکھنے کا حکم دیتا ہے۔ فرمایا:۔ افلا یتدبرون القرآن ط ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً ہ کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ اگر یہ قرآن واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا اور کسی مفتری علی اللہ کا افترا محض ہوتا تو یہ لوگ بہت کثرت سے اس میں اختلاف پاتے۔ اس میں قطعاً کسی قسم کے اختلاف کا نہ پایا جانا اس بات پر شاہد عدل ہے۔ کہ یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا غیر متناقض اور حکیمانہ کلام ہے۔ اب اے ناسخ و منسوخ اصطلاحی کے قائلو! اور معتقدو! خدارا غور کرو کہ اللہ تمہیں کس طرف لیجانا چاہتا تھا اور تم کس طرف چلے گئے۔ وہ تو کفار کو چیلنج دے کہ اس میرے کلام میں اختلاف ثابت کرو۔ اور کوئی اسے جواب نہ دے۔ مگر تم فرقان حمید کے حامی کہلا کر اور مومن کہلا کر ان کفار نا ہنجار کو اپنے ہاتھوں اعتراض کا موقع دو یا للعجب۔ یہ مصرع ؏

مژدہ باد۔ اے مرگ عیسیٰؑ آپ ہی بیمار ہے

تم پر کیسا چسپاں ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ تو اپنے کلام پاک کی صداقت کا ثبوت ہی اس بات کو ٹھیرائے کہ اس میں قطعاً اختلاف نہیں اگر یہ انسانی افترا کا نتیجہ ہوتا تو مظاہرہ اختلاف سے خالی نہ ہوتا اور تم مسئلہ ناسخ و منسوخ ہی کی بنیاد ہی ٹھیراؤ تو اسی کو کہ اللہ عزّ و جلّ شانہٗ کے کلام میں ایسی متناقضات موجود ہیں کہ ان کا تطابق ناممکن ہے۔ افسوس۔ صد افسوس۔ پس ہم ان متضاد باتوں (۱) خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ میرے اس کلام میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں اور یہی اسکی صداقت کا بیّن ثبوت ہے۔ (۲) تم کہتے ہو کہ خدا کے اس کلام میں چونکہ لا ینحل تناقض و اختلاف پایا جاتا ہے اس لئے لامحالہ عقیدہ ناسخ و منسوخ کا معتقد ہونا ضروری ہے) میں سے اوّل یعنی کلام الٰہی کو ترجیح دے سکتے ہیں وان تقولون الا کذبا (کذب خلاف واقعہ امر کو کہتے ہیں) ہم تمھاری بات کو اس کے مقابل ترجیح دینے کو حد سے زیادہ جرأت خیال کرتے ہیں کیونکہ اللہ کا پاک اور شیریں بیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلام یقینی اور قطعی ہے۔ اور تمہاری دوڑ اجتہاد اور قیاس تک آکر ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہ بھی ایسی جسکو کئی بندگانِ خدا ردّ کر چکے ہیں ہاں اگر ہم یہ بھی فرض کر لیں کہ بعض صحابہ کرامؓ بھی اس کے قائل تھے اور بعینہٖ انکا یہی عقیدہ تھا جو تمہارا ہے۔ تب بھی یہ بات ظن سے زیادہ تجاوز نہیں کر سکتی وان الظنّ لا یغنی من الحقّ شیئاً پس اس صورت میں بھی تم حکم خداوندی ان یتبعون الا الظنّ کے مصداق قرار پاتے ہو تم نے یقین اور حق کے مقابل ظنّ کو خریدا۔ اللہ رحم کرے۔ مجھے اسوقت مولانا مولوی محمدؐ سرور شاہ صاحب کا ایک بیان کردہ لطیفہ یاد آگیا آپنے ایک جگہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ابن مریم کو آیہ قرار دیا ہے۔ وجعلنا ابن مریم وامّہٗ آیۃ اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اس نے ہمارے کئی قصوروں اور گناہوں کے عوض میں ہماری نجات کی خاطر صلیب پر چڑھ کر مرنا منظور کیا اور سب عیسائیوں کی طرف سے وہ کفارہ ہو کر سب کو ازلی نجات کا مستحق بنائیگا۔ مگر ہمارے علماء کرام ہیں کہ اپنے ایک قصور کی خاطر کئی آیات اللہ کو جبراً صلیب پر چڑھا کر انہیں اپنے قصور کا کفّارہ بنانا چاہتے ہیں۔ اللّٰھم ارحمھم وایّانا آمین ثم آمین۔ پس یہ آیت بڑی واضح اور کھلی کھلی دلیل ہے اس بات کی کہ ناسخ و منسوخ مصطلح علماء کی بناء قطعاً قرآن مجید میں نہیں پائی جاتی ورنہ اسکا کوئی نہ کوئی ثبوت ضرور ملتا۔ پس معلوم ہوا کہ مسئلہ ناسخ و منسوخ بھی ایک مَن گھڑت اور ایجادِ بندہ ہے*

دوسری آیت جو مسئلہ ناسخ و منسوخ کے بطلان کی دلیل صریح ہے۔ یہ ہے۔ انّا نحن نزّلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون (سورۃ حجر ع) کہ قرآن کریم کو ہم نے ہی نازل کیا ہے۔ اور اسکی حفاظت کے ذمہ دار بھی ہم ہی ہیں اسکی ظاہری حفاظت کے سلسلہ کو ذرا دیکھ لو تو پھر تمہیں دوسری طرف متوجہ کرتا ہوں۔" پانچ وقت کے فرض اور آٹھ وقت کے نوافل میں فرقان حمید پڑھا جاتا ہے۔ کم از کم چالیس رکعتوں میں اور زیادہ سے زیادہ ساٹھ بلکہ اسّی رکعتوں میں اور حفاظ و علماء اور اہل دل ہر رکعت میں مختلف سورتیں پڑھتے ہیں یہی تعامل اہل اسلام کا اب تک تیرہ سو سال سے ہے۔ دوم ضروری ہے کہ مسلمان لوگ قرآن کریم کلام مدارس اور دَورکریں اور یہ دَور باہم ملکر پڑھنا قرآن کریم کی حفاظت کا بڑا باعث ہے۔ سوم مریضوں کے سامنے حتّیٰ کہ خطرناک حالت میں بھی قرآن شریف کا پڑھنا مسلمانوں میں معمول ہے۔ اور اسے ختم کہتے ہیں اور یٰسین اور سورۃ ملک تو عام طور بھی جانتے ہیں یہ عملدرآمد بھی حفظ کا مؤیّد ہے۔ اور خوب مؤیّد ہے۔ چہارم ہر سال رمضان شریف میں قرآن کریم بکثرت پڑھا جاتا ہے۔ پنجم۔ حفّاظ کے مجمعوں میں قرآن کریم دعوے سے سُنایا جاتا ہے۔ اور اس سے خوب حفاظت ہوتی ہے۔ ششم ہر روز ہم لوگ خطوط اور تصانیف اور ہر روزہ بات چیت میں کثرت سے آیات کا استعمال کرتے ہیں اور اسقدر استعمال کرتے ہیں کہ غالباً کُل قرآن مجید پڑھا جاتا ہے۔ ہفتم۔ مسلمان اور مخالفین اسلام بھی قرآن پر تفسیریں لکھتے ہیں اور لکھتے آئے۔ ہشتم۔ باہمہ سخت عداوت و مخالفت متکلمان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیعہ و سُنّی۔ خوارج و روافض وغیرہ فرقِ اسلام ایک ہی قرآن کو پیش کرتے ہیں۔ نہم۔ اسلامی سلطنتیں اور انجمنیں اور جماعتیں گو اب سب کمزور ہیں پھر باوجود افلاس کے فضول خرچ، سُست۔ باہم نفاق میں مبتلا۔ مگر پھر بھی ہزار در ہزار حافظ عورتیں اور مرد اسوقت موجود ہیں اب جب یہ حال ہے۔ تو قوّت و شوکت۔ جاہ و جلال کے وقت قرآن کریم کا کیسا چرچا ہوگا۔ پھر غور کرو نبی کریمؐ کے زمانہ میں جب نئے نئے جوشیلے مذہب والے اسلام میں داخل ہوئے با اینکہ انکی قوّتِ حافظہ ضرب المثل تھی ان کو تیئیس (۲۳) برس میں قرآن کریم سُنایا گیا۔ دہم۔ ہر ملک اور قوم میں چھوٹے اور بڑے کا امتیاز ہوتا ہے اور اسلام نے قرآن کی یہ قدر و منزلت کی کہ کہا یؤمّ القوم اقرءھم لکتاب اللّٰہ قوم کا امام وہی ہو جو کتاب اللہ کو سب سے بہتر پڑھ سکتا ہو مطلب یہ کہ تمام محلوں جمعہ اور عیدین وغیرہ ایّام میں پیش نماز سب لوگوں کے آگے وہ کھڑا ہو جو قرآن کریم زیادہ جانتا ہو پس غور کرو کہ اس قول نبویؐ کے سُنتے ہی عوام و خواص قرآن کریم کی طرف کیسے جھکے ہونگے اسی واسطے ہماری تواریخ میں ہے۔ کہ یمامہ کی لڑائی میں ستر (۷۰) قاری شہید ہو گئے تھے ادنیٰ درجہ اور قوم کے لوگ اسواسطے پڑھتے تھے کہ آگے بڑھیں اور اعلیٰ لوگ اسلئے کہ پیچھے نہ رہیں۔ "تلک عشرۃ کاملۃ"، پس خدا تعالیٰ نے اپنے اس کلام کی اس خاص اہتمام سے حفاظت کی کہ دنیا میں اس حفاظت کی نظیر نہیں ملتی۔ اب قائلین ناسخ و منسوخ سے پوچھتا ہوں کہ ذرا بغور بتا دیں کہ وہ چیز جسے بیکار اور ردّی کر دیا گیا ہو اس سے کسی کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہوتا ہو اُس کی اسقدر حفاظت کی کیا ضرورت؟ اگر وہ آیات جو بقول شما منسوخۃ الحکم و ثابتۃ التلاوۃ ہیں اڑا دیجاتیں تو اُس سے کونسے نقصان کا اندیشہ لاحق تھا بلکہ میرے خیال میں تو ہم خطرہ سے محفوظ ہو جاتے کیونکہ منسوخۃ الحکم آیات کا مطلب یہ ہے کہ ان سے جو حکم نکلتا ہے اس پر عمل کرنا ممنوع اور ناجائز ہے۔ کیونکہ اُس کی بجائے اسکے مخالف ایک دوسرا حکم واجب العمل قرار دیا گیا ہے۔ اب جو شخص کہ ان منسوخ آیات سے محض ناآشنا ہے۔ اگر وہ ان پر عمل کریگا تو گنہگار ہوگا کیونکہ وہ اس حکم کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا جو اس کا ناسخ ہے۔ پس بجائے اسکے کہ منسوخۃ الحکم سے کسی کو فائدہ پہنچے اُلٹا نقصان پہنچیگا۔ یہ عجیب بات ہے۔ اور میں جوں جوں اس بات پر غور کرتا ہوں توں توں زیادہ محوِ حیرت ہوتا ہوں کہ وہ آیات جنکی حفاظت نہایت ضروری اور تھی حکم برابر جاری تھا اور ہر ایک شخص پر اُسکی تعمیل واجب تھی وہ تو قرآن کریم سے اُڑا دیجائیں اور جو بجائے فائدہ رسانی کے نقصان دہ ہیں ان کی حفاظت کا اسقدر انتظام کیا جاوے کہ کوئی حد ہی نہیں۔ بہرحال یہ دھبہ ہم اپنے قدوس اور ہر ایک عیب سے منزّہ خدا کے لئے گوارہ نہیں کر سکتے۔ پس یہ آیت خوب زوردار الفاظ میں بتا رہی ہے۔ کہ جو چیز مجھ میں ہے۔ وہ نہایت قیمتی ہے۔ اگر خدا خود میرا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محافظ نہ ہوتا تو لوگ اس کو لوٹ لے جاتے اسلئے اس کی قدر کرو اور جو شخص اسکے خلاف آواز اٹھاتا ہے ہم اُسکو غلطی خوردہ یقین کرینگے۔ پس کہاں ہیں قائلین نسخ؟ آئیں اور ہمیں بتائیں کہ یہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے۔ صحیح ہے۔ کہ نہیں دیکھو اللہ تعالےٰ کیسے صریح اور صاف الفاظ میں فرماتا ہے ونُنَزِّلُ من القرآن ما ھو شفاء پھر فرمایا لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ کہ اس کتابِ پاک میں کوئی چیز لغو اور بیہودہ نہیں (سورہ حٰم سجدہ) باطل کے معنی کی تصدیق کے لئے پڑھو ربنا ما خلقت ھذا باطلاً اے ہمارے رب تو نے اس کارخانہ عالم کو یونہی بے نتیجہ اور رائگاں پیدا نہیں کیا ؛

تیسری آیت جو ناسخ و منسوخ کے بالکل برخلاف ہے یہ ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی کہ میں نے تمہارے دین کو مکمّل کر دیا دوسری جگہ مولا کریم فرماتے ہیں تبیاناً لکل شیءٍ کہ یہ قرآن کریم ہر ایک ضروری امر کو بیان کرنیوالا ہے۔ پھر ایک جگہ فرمایا ان علینا جمعہ وقرآنہ (پ۲۹ سورہ قیامۃ) اب جبکہ دین مکمّل ہو گیا اور قرآن کریم میں ہر ایک ضروری حکم درج ہُوا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے بدیں الفاظ ان علینا جمعہ وقرآنہ اس کا ثبوت بھی فرما دیا تو معلوم ہُوا کہ کوئی ایسا حکم نہیں جو ضروری بھی ہو اور پھر قرآن کریم سے باہر رہ گیا ہو ہر ایک فرض پر مشتمل ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے منسوخۃ التلاوۃ اور ثابتۃ الحکم آیات کو قرآن کریم میں درج نہ فرمایا کیا اس نے قرآن پاک کی حفاظت کا ذمّہ نہ اُٹھایا تھا؟ اُٹھایا تھا اور ضرور اُٹھایا تھا۔ پھر کیا اُسکو حضرت عمرؓ والی آیت رجم یاد نہ رہی تھی؟ ضرور یاد تھی تو کیوں اس نے اُسے اسمیں درج نہ فرمایا یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو وہ ذمّہ وار بن رہا ہے۔ اور دوسری طرف ایسی کمزوری دکھلا رہا ہے۔ کہ لوگوں کی نظر میں بھی قابل ملامت بن رہا ہے یہ تو ہو سکتا تھا کہ کسی انسان کے ذمّہ اس کا جمع کرنا ہوتا تو وہ کوئی آیت درج کرنے سے عاجز رہتا کیونکہ اس زمانہ میں انسانی وسائط بغائیت درجہ محدود تھے لیکن خدا تعالیٰ تو انسان کی طرح عاجز اور محدود الوسائل نہ تھا۔ اس سے اس آیت کا چُوک جانا چہ معنی دارد؟ قابل غور امر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ منسوخۃ الحکم آیات میں سے تو کسی ایک کو بھی نہ بھُولے اور وہ اسکی زیر حفاظت رہیں اور محض قرآنی حفاظت کو مدِّ نظر رکھ کر انکو بھی محفوظ کر دے۔ مگر منسوخۃ التلاوۃ حالانکہ ثابتۃ الحکم ہیں پھر بھی انکی کوئی پروا نہیں اور پھر اُس سے بڑھ کر قابل حیرت امر یہ ہے۔ کہ حکم تو قائم مگر عبارت منسوخ۔ اسکی حکمت کے لئے جہاں تک سر مارو کچھ بھی پتہ نہیں چلیگا بھلا اگر اُن کے الفاظ کسریہ اور بُرے تھے تو انکو منتخب ہی کیوں کیا تھا یا اگر ایسا کر بھی چکا تھا تو کیا اُسے تغیّر و تبدّل کی طاقت نہ تھی؟ جس ذات نے اتنی بڑی بے مثل فصیح و بلیغ کتاب نازل فرمائی کیا اُس کیلئے چند اور کلمات کا بنانا محال تھا آخر وجہ کیا ہے۔ کہ عبارت تو اتنی ناپسند ہو کہ اُسے قرآن سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خارج کر دے مگر حکم کو قائم ہی رکھے۔ پھر ایسی عبارت کی بجائے کوئی دوسری عبارت بھی نازل نہ ہوئی ہو
پس یہ تین زبردست دلائل ہیں جن سے نسخ اصطلاحی کا ردّ ہوتا ہے۔ دلیل اوّل میں تو مطلقاً ناسخ و منسوخ کا ردّ ہے۔ دلیل ثانی میں ان آیات کے نسخ کا جو منسوخۃ الحکم اور ثابتۃ التلاوۃ کہلاتی ہیں اور دلیل سوم میں ان روایات کا جو منسوخۃ التلاوۃ اور ثابتۃ الحکم آیات قرار دی جاتی ہیں ؛

اب ان دلائل ثلٰثہ کے بیان کر چکنے کے بعد قبل اسکے کہ مَیں مضمون کو ختم کروں ایک اور بات کا بیان کر دینا بھی ضروری اور نہایت ضروری خیال کرتا ہوں وہ یہ کہ ناسخ و منسوخ کے ثبوت کیلئے مندرجہ طریقوں میں سے کسی ایک طریق کو اختیار کرتے تاکہ ہم پر حجت پوری ہو سکتی ؛

اوّل:- ہمیں قرآن کریم سے دکھلاتے کہ فلاں آیت کو خدا تعالیٰ نے منسوخ قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس سے کسی کو انکار نہیں کہ خدا تعالیٰ کی کتاب پاک دخل انسانی سے بالکل منزّہ ہے۔ اب تک نہ اس میں کوئی دخل ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ اب ایک آیت کو اللہ تعالیٰ نازل فرماتا ہے۔ اور اُسکی تعمیل کا حکم دیتا ہے۔ تو کسی شخص کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ بغیر کسی دلیل و حکم ربانی کے اُسکو منسوخ قرار دیکر متروک العمل قرار دے۔ بھلا یہ کبھی ہوا ہے۔ کہ کبھی شاہی فرمان صادر ہوا ہو اور کسی سپاہی نے بغیر کسی ثبوت اور گواہی کے اُسے منسوخ کر دیا ہو۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو قابل سرزنش اور باغی ٹھیرا پس جب دنیا کے بادشاہ کے فرمان کے نسخ کیلئے اسکے دوسرے حکم کا اجراء ضروری ہے تو حاکم الکل کے حکم کی کیا اس قدر وقعت بھی نہیں ؟ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ تو تمام قرآن کریم کو عالمین کیلئے شفا اور رحمت قرار دیوے پڑھو وننزل من القراٰن ما ھو شفاء و رحمۃ اور کوئی شخص اُٹھے اور بغیر ثبوت کے ایک بیشتر حصۂ قرآن کو لغو اور خالی از فائدہ قرار دیدے اُس کے کرنے اور نہ کرنے کو مساوی اور یکساں ٹھیرائے۔ پس اگر کوئی فرمانِ الٰہی اس قابل نہ رہا تھا (نعوذ باللہ) کہ اُس پر عمل واجب اور ضروری ہو اور وہ لوگوں کیلئے موجبِ شفا و رحمت ہو تو چاہیئے تھا کہ خدا تعالیٰ اُس سے بڑھکر اعلان فرماتا کہ دیکھو فلاں حکم پر عمل کرنیکی کوئی ضرورت نہیں رہی بلکہ اُسکی بجائے فلاں حکم واجب التعمیل قرار دیا گیا ہے۔ پس جبکہ وحی الٰہی کا اس سے بے خبر رہنا یعنی اللہ تعالیٰ کا آپکو اطلاع نہ فرمانا اس بات کا قطعی ثبوت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے کسی آیت کریمہ کو منسوخ نہیں فرمایا۔ ورنہ ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس سے اطلاع بخشتا۔ پس یہ ایک نہایت محکم طریق تھا جس سے قائلین نسخ اصطلاحی اپنے خصم کی زبان پر مہر سکوت لگا سکتے تھے۔ مگر افسوس کہ یہ طریق اُنہیں جواب دے رہا ہے ؛

دوم۔ قرآن کریم ایسی کتاب ہے۔ کہ باوجود مسلمانوں کے تشتت و تفرق۔ دشمنی و عناد۔ سستی و کاہلی پھر وہ سب کے سب اس امر پر متفق ہیں کہ یہ وہی قرآن ہے۔ جسکو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیکھا تھا اور پھر بعینہٖ آگے ہم تک پہنچا اس قرآن بین الدفتین میں کسی فرقہ کا قطعاً اختلاف نہیں کوئی اس بات کا مدعی نظر نہیں آتا کہ قرآن کریم کا فلاں کلمہ یوں ہے حالانکہ یوں چاہیئے تھا یا فلاں کلمہ اس جگہ ہے حالانکہ اُس کا موقع اور ہے۔ یا فلاں لفظ بجائے اس لفظ کے ہے جو کہ صریح طور پر اسکے خلاف معنی دیتا ہے۔ حالانکہ حقیقی نزول اُس لفظ کا ثابت ہے یا فلاں حرف یا نقطہ اس طرح نہیں اُس طرح ہے۔ جس سے کہ اسکے خلاف معنی مستنبط ہوتے ہیں پس جب ایسا ہے۔ یعنی تمام صحابہؓ نے اسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا اور پھر بعینہٖ کلمہ بکلمہ لفظ بلفظ حرف بحرف نقطہ بنقطہ بغیر کسی اختلاف کے اُن سے تابعین نے سیکھا ان سے تبع تابعین نے اُن سے آئندہ آنیوالی نسلوں نے یہاں تک کہ بعینہٖ بغیر ذرہ بھر فرق کے ہم تک پہنچا تو چاہیئے تھا کہ اگر کوئی حکم ناسخ نازل ہوتا جو کسی پہلے حکم کا مبطل یا مزیل ہوتا وہ بھی بعینہٖ بغیر کسی فرق و اختلاف کے اسی طرح ہم تک پہنچتا جس طرح کہ قرآن کریم ہم تک پہنچا ہے۔ کیونکہ یہ بات ہرگز قابل پذیرائی نہیں ہو سکتی کہ ایک طرف تو وہ جم غفیر جس کا اتفاق علی الکذب عادتاً محال ہے۔ ایک ایسی بات کو جس کی حفاظت کا ذمہ وار بھی خود رب العالمین ہے۔ بتسلسل بغیر انقطاع سلسلہ کے ہم تک پہنچائے اور دوسری طرف ہم ایک یا دو اشخاص کے قول (اور وہ کوئی معتبر نہیں) پر بھروسہ کرتے ہوئے امر متسلسل اور متواتر کو مردود قرار دیدیں امر متواتر کے مقابل جب تک کوئی دوسرا متواتر اوّل جو اُس سے اعلیٰ اور بڑھ کر ہو اگر ایسا نہیں تو کم از کم برابر ہو نہ ملے تب تک عقل اسی بات کا فیصلہ دیتی ہے۔ کہ متواتر کو ردّ نہ کیا جاوے بلکہ اُس کے مخالف امر کو قابل تردید ٹھیرایا جاوے پس جب کلام اللہ بالتواتر و بالاتفاق ہم تک پہنچا ہے۔ تو ہم صرف چند آدمیوں کے کہنے پر کس طرح ردّ کر سکتے ہیں پس اگر اُسکو ردّ کرنا مقصود ہے۔ تو اُس جیسا امر متواتر لاؤ۔ تب اُسے منسوخ ٹھیراؤ۔ مگر افسوس ہے۔ کہ قائلین نسخ مصطلح اس سے بھی خالی ہاتھ نظر آتے ہیں ان کے پاس قطعاً کوئی ایسی روایت نہیں جو درجہ تواتر کی ہو اور پھر قرآن کریم کے مخالف بھی ہو۔ پس جب ایسا ہے۔ تو اگر بعض احاد کی بنا پر قرآن مجید کو منسوخ قرار دیا جاوے تو کوئی مومن شخص اسکو قبول کرنیکے لئے طیار نہیں ہوگا میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایک امی محض اور ان پڑھ کے سامنے یہ بات پیش کرے کہ نماز میں پہلے سجدہ کیا جاتا ہے۔ اور پھر رکوع اور اُسکے سامنے کئی دلائل بیان کرے تو وہ ہرگز ہرگز اس کو قبول نہیں کریگا بلکہ بڑے زور سے اسکی مخالفت پر آمادہ ہو جائیگا اور کہیگا کہ ہم ہمیشہ سے یہی دیکھتے آئے ہیں کہ رکوع اوّل ہوتا ہے۔ اور سجدہ بعد۔ تو کون ہے۔ کہ اپنی طرف سے ایک نئی نماز قائم کرتا ہے پس تواتر اپنے اندر ایک ایسی قوّت رکھتا ہے۔ کہ جاہل سے جاہل آدمی پر اثر کئے بغیر نہیں رہتا تو اہل علم اس کا انکار کیونکر کرسکتے ہیں ؎

سوم :- چلو ہم اس سے بھی تنزّل کرتے ہیں اور اُس سے بھی گھٹیا امر کو تسلیم کرنے کیلئے طیار ہیں یہی ثابت

کر دکھلادیں وہ یہ کہ جو ارشادِ ربّانی آنحضرت صلعم پر نازل ہوتا تھا تمام صحابہ کرام رضؓ میں اسکی تشہیر کیجاتی تھی تاکہ جس بات کے کرنیکا حکم دیا گیا ہے اُس پر عمل پیرا ہوں اور جس سے روکا گیا ہے اُس سے باز رہیں اسی طرح چاہیئے تھا اور صرف چاہیئے ہی نہ تھا بلکہ ایسا ہوا بھی ہوگا کہ اگر کوئی حکم ناسخ نازل ہوا ہے تو اس کی تشہیر اور اعلان کیا گیا ہو۔ کوئی ایسا امر ثابت کر دکھلادیں۔ جس کے متعلق یہ کہا گیا ہو۔ کہ اس حکم ناسخ کے نزول سے فلاں حکم نازل ہوا تھا اسکی باقاعدہ تشہیر اور اعلان کیا گیا تھا مگر بعد میں جب حکم ناسخ نازل ہوا تو باقاعدہ اُسی طرح اسکے ناسخ اور پہلے کے منسوخ ہونیکی تبلیغ و تشہیر و اعلان کیا گیا ہو۔ ہم تسلیم کر لینگے کہ واقعی ناسخ و منسوخ کا مسئلہ کچھ اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کے مُنہ کا بول کوئی معمولی نہیں ہوتا یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ کہ خدا کا رسولؐ ایک حکم کی اشاعت کا حکم دے اور اُسے معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا جاوے مگر افسوس ہے۔ کہ قائلین ناسخ و منسوخ اس سے بھی بالکل کورے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ یہ ہو نہیں سکتا تھا کہ کوئی حکم ناسخ نازل ہوتا اور آنحضرتؐ بعینہٖ باقاعدہ اُسکی ویسی ہی تشہیر نہ کراتے جیسا کہ پہلے حکم منسوخ کی کرائی گئی تھی آپؐ مامور من اللہ تھے اور بلّغ ما انزل الیك کے ماتحت پوری سرگرمی سے کام کر رہے تھے پس ایسا قطعاً نہ ہوسکتا تھا کہ آپؐ حکم ناسخ کے خبر کرنے میں دریغ کرتے خصوصاً اس حالت میں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی صفت ہی بدیں الفاظ کی ہو وما ھو علی الغیب بضنین کہ جو حکم اللہ کی طرف سے تمھارے تک پہنچانے کیلئے اس رسولؐ پر نازل ہوتا ہے اُسکے پہنچانے میں یہ بخل سے کام نہیں لیتا پس یہ ممکن نہ تھا کہ رسول اللہ صلعم حکم الٰہی کو عملی جامہ پہنانے کیلئے تو خوب اعلانات اور دعوتوں سے کام لیں لیکن جب کسی آیت کے خلاف کوئی دوسرا حکم جس کا پہنچانا ضروری ہے نازل ہو تو اُسکے پہنچانے میں کوتاہی اور بخل سے کام لیں یا کسی قسم کے خوف سے مرعوب ہوں۔ بس ہمارا ایمان ہے۔ اور نہایت پختہ ایمان ہے۔ کہ جو حکم حضور صلعم کو ہوا آپؐ نے ضرور ضرور اسکی تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور چونکہ کسی حکم یا آیت کے نسخ کا اعلان یا تشہیر آپؐ سے ثابت نہیں اسلئے اسکے نتیجہ میں ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ آپؐ پر قطعاً اُس قسم کا کوئی حکم نازل ہوا ہی نہ تھا۔ وہ سیّد الکونین شاہ لولاکؐ جسکے ادنیٰ غلاموں کی تعریف خدا نے بدیں الفاظ فرمائی ہے لا یخافون لومۃ لائم وہ کب کسی کے خوف و ملامت کی وجہ سے کسی حکم الٰہی کو چھپانے والا تھا۔ پس یہ تیسری وجہ بھی قائلین نسخ سے بھاگ رہی ہے یہی تین معقول طریق تھے۔ مگر ان سب سے قائلین نسخ کو جواب مل رہا ہے *

خلاصہ مضمون یہ کہ اس مسئلہ کی بُنیاد محض علماء کا قیاس ہے۔ لیکن قیاس کی ایک کمزور وجہ انکے پاس یہ تھی کہ صحابہؓ اسکے قائل تھے۔ دوم قرآن کریم سے لفظی مدد مل گئی تھی اسلئے انہوں نے خیال کیا کہ مسئلہ ناسخ و منسوخ کا معتقد ہونا نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسے خوب پھیلایا۔ مگر میں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس مضمون میں علیٰ وجہ الایجاز بخوبی ثابت کر دیا ہے۔ کہ صحابہؓ کا نسخ ایک علیحدہ قسم کا نسخ تھا جس پر قیاس کر کے علماء نے ٹھوکر کھائی اور جن قرآنی آیات سے استدلال کیا گیا تھا ان کا بھی کافی جواب دیدیا ہے پھر اس کے قائلین اور مخالفین کے نام بطور نمونہ درج کر دیئے ہیں۔ اسکے بعد بعض دلائل قرآنی پیش کیئے ہیں جن سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے۔ کہ نسخ کا معتقد ہونا سخت غلطی ہے اور یہ بھی بتا دیا ہے۔ کہ خدا کے پاک مسیحؑ نے آکر اس کا بالکل خاتمہ کر دیا ہے۔ چنانچہ آپؑ کی اور آپؑ کے بعض جلیل القدر صحابہؓ کی عبارات سے اُسکو ثابت کر دیا ہے۔ اب جماعت احمدیہ اور عوام المسلمین کا یہ خیال ہے کہ خدا کے پاک کلام میں ناسخ و منسوخ کا سلسلہ قطعاً نہیں پایا جاتا بلکہ جیسا اُترا اور جتنا اُترا ویسا ہی اور اُتنا ہی اب بھی موجود ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نمونہ ہے۔ دُعا ہے اللہ ہر ایک مومن بالقرآن کو یہی عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرماوے اور ناسخ و منسوخ فی القرآن کے سمجھنے کا مادہ بخشے تا وہ اس ٹھوکر سے محفوظ ہو اور قدرت وقدوسیۃ وعلمیۃ الٰہیہ کا مقر اور مسبحاً للہ ہوئے۔ وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین والسلام

خاکسار محمد صادق چغتائی (مولوی فاضل)

احمدی جنتری

حسب معمول اس سال بھی برادر محمد یامین صاحب تاجر کتب نے جنتری ۱۹۳۲ء شائع کی ہے یہ جنتری صرف مختلف سنین ہی کا صحیح پتہ نہیں دیتی بلکہ تبلیغ اسلام و احمدیت کے کام بھی آتی ہے اسمیں تمام ضروری مسائل موجود ہوتے ہیں برادران کو تاجر موصوف کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے +

فتنۂ مستریاں مباہلہ

مستریاں مباہلہ کے افک مبین کی تردید میں یہ رسالہ جناب ڈاکٹر بدر الدین احمد صاحب ایم بی بی ایس میڈیکل آفیسر میکاڈی داافریقہ نے لکھا اور شائع کیا ہے۔ تمام مفتریات کی تردید بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ موجود ہے اور ایک طالب حق کی تسلی کیلئے کافی ہے ۱۱۶ صفحے حجم $\frac{20\times30}{8}$ لکھوائی چھپوائی کاغذ عمدہ قیمت فی جلد ۴/ ایک روپیہ کے ۵ ۔ ملنے کا پتہ میاں محمد یامین تاجر کتب قادیان

مسلمانان کشمیر اور ڈوگرہ راج

ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر کو واقعات حالیہ کے متعلق بر وقت برمحل اور مدلل رسالے شائع کرنیکا خوب ملکہ حاصل ہے۔ ہندو راج کے منصوبے ہر دو حصے مقبول عام ہو چکے ہیں۔ اب کشمیر کے متعلق آپنے قلم اٹھایا ہے اور ہندو لیڈروں اور اخبار نویسوں اور غیر جانبدار و غیر ملکی اشخاص کی تحریروں سے مسلمانان کشمیر کی حالت زار دکھائی ہے اور ان کی شکایات کی درستی ثابت کی ہے یہ رسالہ جو ۷۰ صفحے حجم کا ہے اور کتابت و طباعت کے لحاظ سے بھی قابل تعریف ہے عام طور سے تقسیم کیا جانا چاہیئے۔ بہی خواہان ملک و ملت اسمیں حصہ لے کر ثواب حاصل کریں +

ملنے کا پتہ:- بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبرت!

آباد دنیا سے پرے، ڈوکری ریلوے سٹیشن سے آٹھ میل کے فاصلہ پر سُنسان جنگلوں میں، ایک مقام ہے جو دنیا کیلئے ایک نہایت عبرت انگیز نظارہ پیش کر رہا ہے۔ یہ اُس قوم کے نشانات ہیں جس نے دولت کے نشہ میں چُور ہو کر خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستہ کے خلاف کام کرنا چاہا۔ اس لئے مناسب یہی سمجھا گیا۔ کہ ایسی قوم کا نشان ہی صفحۂ ہستی سے ناپید کر دیا جائے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنی سُنّت پوری کرتے ہوئے آسمان سے ایک عذاب نازل کیا اور وہ قوم حرفِ غلط کی طرح اِس دنیا سے مٹادی گئی ۔

ماہرینِ آثارِ قدیمہ نے اس مقام کو حال ہی میں دریافت کیا ہے اور پانچ چھ برس سے اسکی کھُدائی جاری ہے۔ معلوم ہُوا ہے کہ یہ شہر تین چار دفعہ آباد ہُوا لیکن پھر برباد ہو گیا۔ چنانچہ جو مکانات نکلے ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ پے در پے تین مکانات ایک دوسرے کے اوپر مختلف پُشتوں نے تعمیر کیئے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد تباہ و برباد ہو گئے ۔

مکانات کی ساخت، اور شہر کی حالتِ عمومی، کو دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تین ہزار برس قبل مسیح بھی ہندوستان کس اعلیٰ پایہ کی تہذیب اور تمدّن کا مالک تھا۔ فراخ گلی کوچے، اور وسیع میدان۔ آبپاشی اور پانی کی نالیوں کا سِسٹم شاہد ہے کہ اُس زمانہ میں انجینیرنگ۔ اور فنّ عمارت بہت حد تک ترقی کر چکے تھے۔ عمدہ و نفیس ہتھیار خوبصورت برتن اور ہاتھی دانت کا کام ان لوگوں کی ذہانت اور دماغی قابلیت کا ثبوت دے رہے ہیں ۔

جو ڈھانچے وہاں سے دستیاب ہوئے ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ اُن لوگوں کی جسمانی حالت بھی ہم سے بہت اعلیٰ وارفع تھی۔ اُن کے قد کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ جب مَیں نے ایک ٹانگ کو اپنے جسم کے ساتھ ماپنا چاہا تو باوجودیکہ مَیں لمبا تھا وہ میرے سَر تک آئی۔ اس زمانہ کے لوگ ۱۲ فٹ کے قریب لمبے تھے۔ آپ قیاس کر سکتے ہیں کہ وہ کسقدر مضبوط و توانا ہونگے ۔

باوجودیکہ یہ لوگ تہذیب و تمدّن اور عقل و فہم کے لحاظ سے اسقدر بڑھے ہوئے تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے احکام کو جھٹلانا معمولی کام نہیں۔ جب وہ اپنے انتقام پر آجاتا ہے تو پھر کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ۔

واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ پانچ ہزار برس گذرے ہندوستان کی وسیع راجدھانی پر ایک راجہ حکمران تھا وہ مُصِر تھا کہ اپنی بہن سے شادی کرے درباریوں نے سمجھایا کہ بُرے لوگوں کا انجام بُرا ہی ہوتا ہے اور ناپاک ہستیاں اس دنیا سے مٹادی جاتی ہیں۔ یہی خدا کا ازلی اصول ہے اور اسی سُنّتِ قدیمہ پر وہ ہمیشہ سے کاربند رہا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راجہ کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ اُس نے اپنی بہن سے زبردستی شادی کر لی۔ خدا تعالےٰ کی رگِ حمیت میں جوش آیا۔ انتقام کی آگ بھڑکی اور ایک آن کی آن میں آسمان سے کوئی عذاب اُترا۔ وہ اسقدر خوفناک تھا کہ لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر کسی طرف کو بھاگ نکلے ٭

ابھی اِس افسانہ کی صحیح تفصیلات مہیّا نہیں ہو سکیں لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ اِس قوم پر کوئی نہ کوئی عذاب ضرور اُترا۔ جس نے اُنکو ایک گھڑی کی بھی مُہلت نہ دی اور لوگ اسقدر خائف ہوئے کہ بچّوں کے کھلونے بھی وہ سمیٹ نہ سکے۔ "موہن جودھڑو" کے عجائب گھر میں جائیے۔ آپ دیکھیں گے۔ کہ چھوٹے چھوٹے کھلونے اور بچّوں کو بہلانے کی چیزیں بے شمار ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے روتے رہ گئے۔ لیکن اُن کے ماں باپ کھلونے تک لیجانے کے مجاز نہ تھے ٭

کچھ صدیوں کے بعد اسی جگہ ایک اور شہر آباد ہوا۔ لیکن وہ بھی مِٹ گیا۔ پھر ایک اور ہوا اور وہ بھی مٹ گیا۔ سچ ہے ظالموں کا انجام بُرا ہی ہوتا ہے ٭

ابھی معلوم نہیں کیا کیا انکشافات ہونگے۔ لیکن اِس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اِن مٹے ہوئے دیار پر ایک ابدی حسرت برس رہی ہے۔ آپ اُس سب سے اونچے ٹیلے پر جہاں کسی زمانہ میں محل آباد تھا کھڑے ہو جائیے۔ اور شہر کے آثاروں پر سیروا فی الارض ثم انظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین کی آیت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ایک نگاہ ڈالئے۔ آپ کا دل ڈوبنے لگے گا اور جسم پر ایک کپکپی طاری ہو جائیگی۔ اور آپ بے اختیار پکار اُٹھینگے اے خدا ظالموں کا یہ حشر!

عبدالرحیم شبلی بی۔کام۔ کلاسرز لاہور

رسالہ ریویو کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

قابلِ توجہ احمدی احباب

"چونکہ ہماری تمام جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائی ہیں انکو دُور کر کے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے۔ اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا۔ پورا کیا جائے۔ اسلئے اور انہیں اغراض کے پورا کرنے کیلئے رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) جاری کیا گیا ہے لیکن اب تک اس رسالہ کے شائع کرنیکے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا تو یہ واقعہ اس سلسلہ کیلئے ایک ماتم ہوگا۔ اسلئے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس رسالہ کی اعانت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اُردو یا انگریزی کے پیدا ہو جائیں تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سو اے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کے لئے ہمت کرو خدا تمہارے دلوں میں القا کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔"

برادران کرام! یہ وہ ارشاد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے نام جاری فرمایا۔ لیکن افسوس ہے کہ اسوقت تک ہم اس ارشاد کی تعمیل سے قاصر ہیں۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ ہمیں اپنے آقا کا یہ ارشاد بھول ہی گیا ہے۔ تو یہ کہنا کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ پس اب میں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ حکم جماعت کے مخلص احباب کو یاد دلاتا ہوں۔ حضور علیہ السلام کا یہ فرمان سنہ ۱۹۰۲ء میں جاری ہوا۔ اور اُسوقت حضورؑ نے فرمایا کہ "اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔" اب تو خدا کے فضل سے جماعت کی تعداد اُسوقت کی نسبت کئی گُنا ترقی کر گئی ہے۔

پس اسلئے اس تعداد کو پورا کرنا کوئی مشکل نہیں۔ سو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں کہتا ہوں کہ "اے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کیلئے ہمت کرو۔ خدا تعالیٰ تمہارے دلوں میں القا کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔" جو احباب آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اُٹھیں گے اور اس کوشش میں لگ جائینگے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بتائی ہوئی تعداد کو پورا کریں انکے نام سلسلہ کے اخبارات میں شائع کئے جائینگے تا دوسرے احباب کو بھی انکے ذریعہ سے تحریک ہو۔ اور انکے نام انصار اللہ کی فہرست میں دیکھ کر کوئی دردمند دل ان کے لئے دُعا کرے۔

احباب مندرجہ ذیل ذرائع سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی تعمیل کر سکتے ہیں:-

(۱) انگریزی ریویو اور اُردو ریویو کو اپنے نام جاری کرائیں:-

(۲) جو دوست خود انگریزی نہیں پڑھ سکتے۔ وہ اپنی گرہ سے قیمت ادا کر کے ناظم طبع و اشاعت کو اجازت دیں۔ کہ وہ کسی غیر مسلم یا غیر احمدی کے نام انگریزی رسالہ جاری کر دیں اور احباب انگریزی ریویو کا سالانہ چندہ ہر سال باقاعدہ ادا کرتے رہیں۔

(۳) جو احباب انگریزی ریویو خود پڑھ سکتے ہیں وہ انگریزی رسالہ صرف اپنے نام جاری نہ کرائیں۔ بلکہ دوسرے لوگوں یعنی غیر مسلموں اور غیر احمدیوں کے نام بھی جاری کرا کے حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کی تعمیل کرنیوالوں کی فہرست میں اپنے آپکو داخل کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۴) ایک اور ذریعہ بھی ہے۔ جس سے رسالہ کو بہت بڑی مدد مل سکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اہل علم و اہل قلم احباب رسالہ کے لئے مفید مضامین لکھ کر بھیجیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ رسالہ زیادہ دلچسپ اور زیادہ فائدہ رساں اور زیادہ مقبول ہوگا۔ جس سے خود بخود اسکی اشاعت میں ترقی ہوگی۔ پس کیا کوئی ایسا دوست ہے جو اس طرح رسالہ کی امداد کرنے کیلئے تیار ہو؟ انکی یہ خدمت نقد روپیہ خرچ کرنے سے بھی زیادہ قیمتی ہوگی۔ ایسے احباب بھی اپنے ارادہ سے خاکسار کو اطلاع بخشیں ÷

(۵) احباب جماعت کے افراد کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد سے آگاہ کر کے انکو تحریک کریں کہ وہ مندرجہ بالا چار طریقوں میں سے کسی نہ کسی ایک یا دو طریق سے رسالہ کو وسیع اشاعت میں حصہ لیں ÷

(۶) غیر احمدی و غیر مسلم لوگوں میں رسالہ ریویو انگریزی و اردو کے خریدار پیدا کرنے کی کوشش کریں ÷

یہ وہ ذریعے ہیں جن سے حضرت مسیح موعودؑ کے حکم کی تعمیل ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر ایک ارشاد کی تعمیل کی توفیق بخشے۔ تا ہم خدا کی فہرست میں حضرت مسیح موعودؑ کے وفادار غلاموں میں لکھے جائیں ÷ (ناظر تالیف تصنیف قادیان)

تبلیغی ٹریکٹ

چند کارآمد حوالے نمبر ۱ و ۲	۱/
بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض	۰/
اسلام کی اندرونی تصویر	۰/
آریہ سماج اور گاندھی جی	۰/
رسالہ تائید اسلام کے اعتراضات کا جواب	۰۱/
کفارہ	۱/
بطلان مسئلہ قدامت رُوح و مادّہ	۱/
اسلامی قادر مطلق خدا اور آرین سروشکتیمان	۴/
مسیح موعودؑ و اُمّت محمدیہ	۱/
شیعہ سوراج اور اس کے واقعات	۱/
ذبیحہ گائے	۱/
ابطال الباطل (ردّ شیعہ)	۲/
آسمانی گولہ	۱/

تبلیغی رسالے

براہین العقائد	۸/
معارف القرآن	۸/
تصوّف	۶/
مقصد مذہب	۳/
مباحثہ سرگودہ	۶/
الاستخلاف	۰۴/
مباحثہ ختم نبوّت	۶/
مجمع البحرین	۳/
کمالات احمدیّہ	۶/
التشریح الصحیح	۶/

دفتر ریویو اُردو قادیان سے منگوائیے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بانی

ڈاکٹر ایس کے برمن

منعقدہ ایسٹار ٹریڈ مارک رجسٹرڈ SKB

سنہ ۱۸۸۴ء

ڈی ایس
ڈاکٹر - ایس - کے - برمن
لمیٹڈ

پچاس سالوں سے ہندوستانی پیٹنٹ دواؤں کے بےمثل موجد

نئے سال کا نیا تحفہ

ڈابر جنتری سنہ ۱۹۳۲ء

سالہائے گذشتہ کی طرح امسال بھی عمدہ۔ سفید چکنے کاغذ پر نستعلیق لکھی ہوئی بہت ہی خوبصورت جنتری شائع ہوئی ہے۔ اس میں بہت سی مفید اور کارآمد باتیں درج ہیں۔ معزز قدردان مفت طلب فرمائیں۔

"ڈابر سامان زیبائش کے نمونہ کا بکس"

("اس میں مندرجہ ذیل آٹھ قسم کی سنگار کی چیزیں ہیں")

نمبر ۱ "دنت مکتا" دانت کا منجن۔ نمبر ۲ "کیش دھوتا" بال دھونے کا پوڈر۔ نمبر ۳ "کیشراج" سر کے تیلوں کا شاہ۔ نمبر ۴ "ہیلک صابن" دوا آمیز خوشبودار صابن۔ نمبر ۵ "نہارن اسنو" برائے خوبصورتی۔ نمبر ۶ "نہارن پوڈر" نمبر ۷ "اوڈ نہارن" خوشبوئے دل آویز" نمبر ۸ "ڈابر مسک لیونڈر" مشک آمیز ایسنس۔

قیمت فی بکس ایک روپیہ دس آنہ عہ محصول دس آنہ ۱۰/

نوٹ: ہماری دوائیں ہر جگہ دواخانوں اور دوکانداروں کے یہاں ملتی ہیں۔ ڈاک محصول بہت بڑھ گیا ہے اس سے بچنے کے لئے اپنے مقامی ہمارے ایجنٹ سے خریدیئے۔

صیغہ (نمبر ۱۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ:- قادیان میں ایجنٹ کی ضرورت ہے۔

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔